مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

# انصاراللہ

ربوہ

مارچ سنہ ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

# ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

امان ۱۳۶۵ ہش

مارچ ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

مدیران اعزازی
- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر: سید عبدالحی
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۸۳۳

## فہرست



جلد نمبر ۲۷
شمارہ نمبر ۳

## شرح چندہ

پاکستان ——— بیس روپے سالانہ

| | | |
|---|---|---|
| امریکہ، کینیڈا، جزائر فجی | بذریعہ ہوائی ڈاک | پندرہ ڈالر سالانہ |
| | بحری ڈاک | آٹھ ڈالر سالانہ |
| دیگر ممالک | ہوائی ڈاک | چھ پونڈ سالانہ |
| | بحری ڈاک | تین پونڈ سالانہ |

قیمت فی پرچہ ——— دو روپے

ادار یہؔ

# مَیں نہ آتا ........

عفریتِ دجّالیت اور طاغوتِ نصرانیّت بتدریج اپنی اشتہائے دوزخِ شکم کی تسکین کی خاطر ہر طرف دامِ تزویر پھیلا رہا تھا۔ دینِ حق کی روشنی انحطاط پذیر تھی۔ صلیبی مہیب سائے تاریکی میں اور اضافہ کر رہے تھے۔ عیسائی مناد رعونت آمیز تعلّیوں سے بلند بانگ دعوے کر رہے تھے کہ اب صلیب کی چمکار صحرائے عرب کو چیرتی ہوئی مکّہ میں بھی داخل ہوگی" یہ مذموم عزائم ان کے بلا وجہ نہ تھے بلکہ اسلام کے دامن سے وابستہ ہونے والے بڑے بڑے جُبّہ پوش آغوشِ عیسائیّت میں داخل ہو رہے تھے اور چشمِ عالم یہ نظّارہ کر رہی تھی ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچوں افواجِ یزید ؎ دینِ حق بیمار و بے کس ہمچوں زین العابدین

یہی تو وہ فتنہ تھا جسے اہلِ بصیرت نے دجّال کا فتنہ قرار دیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک :-

۱ - دجّال کے بارے میں آثار و اخبار اور اس کے دجلِ عظیم کی فتنہ سامانیاں اس کے فردِ واحد ہونے کی نفی کرتی ہیں۔

۲ - نظریات اور فلسفے کی ارتقائی تکمیل کے اِس دَور میں ایک تصوّراتی مہیب اور خوفناک شکل وصورت والے کی غیر عقلی موشگافیوں کا اثر و نفوذ محلِ نظر ہے۔

۳ - جوہری توانائی اور اس کے ضرر رساں پہلو کی عقدہ کشائی پر مزعومہ دجّال کی غارتگری کجا معنی دارد!

۴ - موعودِ اقوامِ عالم کا دجّال (فردِ واحد) کو قتل کرنا سعئ لاحاصل ہے۔ (وغیرہ وغیرہ)

اِس لئے بزرگانِ سلف نے دجّال کو فردِ واحد تسلیم کرنے کی بجائے اسے مسلسل تخریبی کاوشوں کا نام دیا ہے اور اسے ایسے گروہ سے تعبیر کیا ہے جو دجل و فریب سے عبارت ہے۔ اور یہ بات نصوصِ قرآنیہ سے بھی مترشح ہوتی ہے کہ سورہ کہف کی پہلی اور آخری آیات فتنۂ دجّالیت کے خدّوخال سے پردہ اُٹھاتی ہیں اور یہ کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک جو فتنہ عظیمہ "ان دعوا للرحمٰن ولدًا" ہے یہ وہی فتنۂ عظیمہ ہے جس کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دجّال کا نام دیا ہے اور ان دونوں کے فرمودات میں اختلاف بعید از عقل ہے۔ چنانچہ لسان العرب میں تحریر ہے :-

" الدّجال والدّجالة الرفقة العظيمة تغطّى الارض بكثرة اهلها و قيل هى الرفقة تحمل المتاع للتّجارة۔" (لسان العرب جلد ۱۳ صہ ۱۵۱)

" یعنی دجّال یا دجّالہ وہ عظیم گروہ ہے جو اپنی تعداد کی وجہ سے سطحِ ارضی کو ڈھانپ لے گا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ تجارت کے لئے ساز و سامان اُٹھائے پھرے گا۔"

ابوالجمال احمد مکرم صاحب عباسی یوں رقمطراز ہیں :-

" ہمارا دعویٰ ہے کہ حدیثوں میں دجّال سے کوئی فردِ خاص مقصود نہیں نہ یہ کوئی مذموم لفظ ہے بلکہ دجّال سے دجّال صفت لوگ مراد ہیں اور دجّال کی جو صفت بیان کی گئی ہے وہ بالکل اہلِ یورپ اور پادریوں پر صادق آتی ہے۔" (حکمتِ بالغہ جلد ۲ صہ ۱۳۲)

ایسے نازک ترین اور قنوطیّت زدہ دَور میں فطرت کی ضمیر نے جسے پکارا، وقت کے تقاضائے ضرورت نے جسے دعوت دی خدائی بشارات کے جلو میں وہ موعودِ اقوامِ عالم اُفقِ روحانیّت پر طلوع ہؤا۔ دینِ حق کی حالتِ زار پر

—— یہی ایک چشمِ گریاں تھی جو آسمانی رفعتوں سے عنایاتِ الٰہیہ کی گھنگھور گھٹا اور بادو بارانِ رحمت کھینچ لائی۔

—— یہی ایک سینۂ بریاں تھا جو عشقِ الٰہی اور محبّتِ دینِ احمدؐ کی حدّت و تمازت سے چمکا اور خطۂ دیجور کو بُقعۂ نور بنانے کے عزم سے روشن ہؤا۔

—— یہی ایک رُوحِ مضطرب تھی جو آستانۂ اُلوہیّت پر ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپی اور اس کی تڑپ نے عرش کے تاروں کو جنبش دے کر عرفانِ حقیقی کے ایسے ساز چھیڑے کہ بتدریج سارے عالم پر وجدانی کیفیت طاری ہونے لگی۔

—— یہی ایک آوازِ حشر بپا تھی جو مذہبی دُنیا کے لئے شورِ قیامت بن کر خفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتی رہی۔

- " میری نہیں یہ، آواز ہے زمانے کی" کے مصداق مُشتے از خروارے سے اس وجودِ باجود کی عظمت کا احساس قلوب میں جاگزیں ہوتا ہے۔ اس مُحسن پر رُوح کی گہرائیوں سے سلام بھیجنے کو جی تلملاتا ہے۔
- " مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیّت میں وہ کسی کے تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ وہ

وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ (دینِ حق) مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظِ حقیقی کی طرف سے عالمِ اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور (دینِ حق) کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے ..... اس مدافعت (مرزا صاحب کی۔ناقل) نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اُڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحقِ کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھوُاں ہو کر اُڑنے لگا ..... آئندہ امید نہیں ہے کہ ہندوستان کی مذہبی دُنیا میں اِس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اِس طرح مذاہب کے مطالعہ میں صرف کر دے۔" (اخبار 'ملّت' لاہور، ۷ جنوری ۱۹۲۱ء)

- "بے شک مرحوم (دینِ حق) کا ایک بڑا پہلوان تھا۔" (علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ)
- "ہم اِس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔" (میرزا حیرت دہلوی ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی)
- "ولایت کے انگریزوں نے روپے کی بہت بڑی مدد کی اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار لے کر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا تلاطم برپا کیا ..... تب مولوی غلام احمد قادیانی کھڑے ہو گئے ..... اور اس نے ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی۔" (مولوی نور محمد صاحب مالک اصح المطابع دہلی دیباچہ صفحہ ۳۰ بر ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

غرضیکہ الفضل ما شھدت بہ الاعداء کے مطابق ہر اشد ترین معاند بھی یہ اعتراف کرنے پر مجبور رہؤا کہ آپ ہی وہ جری بہادر تھے جس نے دینِ حق کے دفاع میں عدیم المثال کارنامہ سرانجام دیا ہے اور آپ کے جلیل القدر کام کو اِس طرح خراجِ تحسین پیش کیا گیا کہ اگر آپ کا وجود باجود دجالیت و عیسائیت اور آریہ و ہندو کے مقابل پر سپر نہ ہوتا تو آج خریطۂ عالَم کے نقوش اَور ہوتے پس خوردہ صید پر ڈینگیں مارنا اور شیخی بگھارنا سہل ہے لیکن مردِ میدان بن کر "فتح نصیب جرنیل" کا لقب پانا مشکل ہے لہٰذا دجّال کا یہ غلبہ بعثتِ مامور کا متقاضی تھا اور وہ اپنے وقت پر آیا اور خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے اسے بار آور کیا اب تکمیلِ امر پر کسی اَور مامور کی بعثت عبث ہے۔

موعود اقوامِ عالَم کے دعوئ ماموریت پر دجّال یعنی نصاریٰ کا غلبہ معروف عالَم کے معتدبہ حصّہ پر محیط تھا لیکن آپ کے انفاسِ قدسیہ کی برکت سے محصور ہوتا چلا گیا۔ ایشیا اور افریقہ کے بیشتر ممالک سے اس کی صف لپیٹ دی گئی اور وہ حسبِ بشارات ایک جزیرہ میں جکڑا گیا۔ "END OF EMPIRE" اہلِ علم و دانش کے لئے (باقی صفحہ ۲۴ پر)

# خلاصہ خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ

## خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍جنوری ۱۹۸۶ء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حسبِ ذیل آیات تلاوت فرمائیں: سورۃ القیامۃ آیت ۴، ۵ اور آیت ۳۸ تا ۴۱۔ سورہ یٰسین آیت ۸۲ تا ۸۴۔ سورۃ المعارج آیت ۴۱، ۴۲۔ سورۃ القمر آیت ۴۲، ۴۳ اور سورۃ الزخرف آیت ۴۲، ۴۳۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم کی یہ مختلف آیات مختلف سورتوں سے اخذ کی گئی ہیں۔ ان کا تعلق خدا تعالیٰ کی دو صفات قادر اور مقتدر سے ہے۔ حضور نے بتایا کہ اگرچہ قدیر، قادر اور مقتدر ایک ہی مادے سے ہیں لیکن عربی زبان کی خصوصیت ہے کہ ایک ہی مادہ مختلف سانچوں میں ڈھل کر مختلف معنیٰ دینے لگ جاتا ہے اور اس پہلو سے یہ مختلف صفات اپنے خصوصی معنیٰ بھی رکھتی ہیں۔ حضور نے بتایا کہ بہت سے دشمنانِ اسلام عیسائیوں، آریوں اور ہندوؤں نے قرآن کریم میں مذکور مختلف صفاتِ باری تعالیٰ پر مختلف رنگوں میں اعتراض کئے ہیں بالخصوص اللہ تعالیٰ کے ہر چیز پر قادر ہونے سے متعلق اعتراض کئے ہیں کہ کیا وہ مختلف بد افعال پر بھی قادر ہے یا نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ دُکھ والی بات یہ ہے کہ خود مسلمانوں نے بھی ان بحثوں کو اُٹھایا ہے اور رنگ برنگ میں خدا تعالیٰ کی قدرت کے بارے میں بحثیں کی ہیں۔

فرمایا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے دشمنانِ اسلام کے مقابل پر دو پہلوؤں سے نہایت عالمانہ اور عارفانہ بحث فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ قدرت کے معنیٰ ہیں متناسب چیز پیدا کرنے والا۔ قدرت کے اندر ہی حکمت بھی شامل ہے۔ خدا قدیر ہے یعنی حکمت کے فعل کرنے پر قادر ہے۔ جس میں توازن ہو، خوبیاں ہوں اور ہر عیب سے مبرّا ہو اور اسی طرح آپ نے بتایا کہ یشاء سے مراد ہے وہ چاہتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قدرت کا مضمون اعلیٰ تخلیق سے تعلق رکھتا ہے۔ قدرت کے فقدان کے نتیجہ میں بدچیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ حضور نے لفظِ قدیر کے معنی کے ضمن میں ایک نئے مضمون کا تفصیل سے ذکر فرمایا جو گزشتہ خطبۂ جمعہ کے دوران کشفاً اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا اور پھر تفصیل سے سمجھایا۔

حضور نے فرمایا کہ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے قَدَّرَہٗ کے ایک معنیٰ عَلَّمَہٗ بیان کئے تھے یعنی اسنے سکھایا جبکہ میرے نوٹس میں یہ معنی موجود نہیں تھے۔ تردّد کے باوجود مَیں نے دوبارہ نوٹس دیکھے تو وہاں صاف طور پر عَلَّمَہٗ لکھا تھا چنانچہ مَیں نے یہی پڑھا اور ان معنوں کو بیان کیا لیکن پوری طرح تسلّی نہیں ہوئی چنانچہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس نے تفصیل سے یہ معنیٰ سمجھائے جو بہت حیرت انگیز اور وسیع ہیں اور قرآن کریم سے قطعی طور پر ثابت ہیں۔

حضور نے اِس ضمن میں وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ عَلَّمَ کے معنی سکھانے کے ہیں۔ عموماً اس سے مراد ایسا سکھانا لیا جاتا ہے جس کا تعلق لفظوں اور بیان سے ہو جبکہ خاموش تعلیم جو فطرت میں ودیعت کی جاتی ہے اُسے بھی قرآن کریم تعلیم ہی کہتا ہے۔ چنانچہ حضور نے آیاتِ قرآنیہ اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ کا ذکر کرکے فرمایا کہ قرآن کریم کے نزول کا تعلق بیان سے ہے اور ایسی تعلیم سے ہے جو لفظوں میں بیان کی جاتی ہے۔ دوسری جگہ قرآن کریم آسمان اور زمین کی پیدائش اور نفس کے بنانے کے تعلق میں فرماتا ہے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا اور ایک اَور جگہ فرمایا خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ۔ یہاں اَلْهَمَ کی بجائے قَدَّرَ فرمایا یعنی اس کی فطرت میں کچھ چیزیں داخل کیں۔

حضور نے فرمایا کہ ان معنوں سے ہم کلام کو دو۲ حصّوں میں تقسیم کر سکتے ہیں ایک وہ کلام جو لفظوں اور بیان سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرے وہ جو لفظوں اور بیان سے تعلق نہیں رکھتا لیکن تمام کائنات میں موجود ہے اور اسی وسیع معنیٰ کی طرف قرآن مجید کی آیت لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ پس ایک کلام لفظی ہے جو بیان سے تعلق رکھتا ہے اور ایک کلام تقدیری ہے جو خدا کی ہر چیز میں جاری ہے اور یہ سب تعلیمِ الٰہی کے نتیجہ میں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ فطرت کو یہ تعلیم نہ کرتا تو کِسی چیز میں کوئی بھی صفت نہ ہوتی۔ حضور نے فرمایا کہ اِسی سے قدرِ خیر و شر کا مضمون بھی سمجھ میں آجاتا ہے۔ تقدیرِ عام یہی تعلیم عام ہے جو ہماری فطرت کے اندر رکھی گئی ہے۔ ہر زندگی کے ذرّے میں یہ تعلیم چھُپی ہوئی موجود ہے۔ اس خاموش تعلیم کے خلاف کوئی نہیں جا سکتا اِسی لئے اسے تقدیر کہا گیا۔ فرمایا کہ جب ہم کہتے ہیں کہ فطرت میں لکھی ہوئی ہے تو واقعتاً لکھی ہوئی ہے اسے اب کِسی حد تک سائنسدان پڑھنے کے اہل بھی ہو گئے ہیں لیکن لامتناہی حِصّہ ایسا ہے جسے وہ پڑھ نہیں سکتے صرف جب کوئی حرکت ہوتی ہے تو اس حرکت کو وہ دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ اس کے پیچھے کیا کیا کچھ لکھا ہوا ہے اُس تک ابھی تک اُن کی نگاہ نہیں جا سکی۔ حضور نے فرمایا کہ عام محاورہ میں بھی اسے تعلیم ہی کہا جاتا ہے۔ غالبؔ کہتا ہے ؎

پرتوِ خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم
مَیں بھی ہوں ایک عنائت کی نظر ہونے تک

جب سُورج کا عکس پڑتا ہے تو شبنم کے قطرے کو تعلیم ہی یہی ہے کہ وہ فنا ہو جائے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ تو دُنیا کے لحاظ سے قصّے ہیں مگر مذہبی دُنیا میں ایسا واقعتاً نظر آتا ہے کہ ایک وجود دوسرے کے لئے کُلّیۃً مِٹ جائے جیسا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقدیر یہی تھی کہ جب خدا جلوہ گر ہو تو ذاتی وجود مٹ جائے اور کُلّیۃً خدا جلوہ گر ہو جائے۔ اسی طرح حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو بھی یہی تعلیم تھی کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوہ دیکھیں اور اپنے وجود کو مٹا دیں۔ چنانچہ اسی سے ہمیں ظِلّ کا مفہوم سمجھ آیا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ وہ تعلیم ہے جسے ہم تقدیر بھی کہتے ہیں۔ پس ان معنوں میں اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھایا کہ قدرت کے معنیٰ تعلیم بھی ہے اور جب اِس پہلو سے غور کرتے ہیں تو قدرت کا سب سے زیادہ وسیع طور پر اطلاق پانے والا معنٰی یہی ہے اور یہی قدرت کا سب سے بڑا مظہر ہے۔ اِس کے بعد حضور نے قدیر، قادر اور مقتدر کے معنی کے باہمی فرق کو واضح فرمایا اور بتایا کہ قرآن کریم نے تینوں الفاظ کو الگ الگ مخصوص معنوں میں استعمال کیا ہے بعض کو زیادہ عمومی رنگ میں اور بعض کو الگ الگ مواقع کے لئے۔

فرمایا کہ قدیر زیادہ عام معنیٰ اپنے اندر رکھتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں جہاں بھی تخلیقِ عالَم کا ذکر ملتا ہے وہاں قدیر کا لفظ عموماً ملتا ہے لیکن قدیر کا حوالہ دے کر قدرت کی نئی جلوہ نمائی کے لئے قادر کا لفظ استعمال فرماتا ہے۔ جب ایسا جلوہ دکھانا مقصود ہو جو عام جاری تقدیر کے علاوہ ہو اور انسان کو بیدار کرنے کے لئے ہو وہاں بھی قادر کا لفظ آتا ہے اور مقتدر کا لفظ عموماً اس جگہ استعمال ہوُا ہے جہاں مقابلے کا معنیٰ پایا جاتا ہو مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین پر غلبہ کے بیان کے لئے زیادہ تر مقتدر صفت لائی گئی ہے۔

اِس مضمون کو مختلف آیات سے حضور نے ثابت فرمایا اور فرمایا اِسی طرح جہاں تعجّب کا مضمون آتا ہے وہاں پر بھی قدیر کی بجائے قادر کی صفت لائی گئی ہے۔ اِس ضمن میں بھی حضور نے مختلف آیاتِ قرآنی پیش کر کے ان کی لطیف تفسیر فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ اِن صفات پر غور کے نتیجہ میں ایک اَور بات سامنے آتی ہے اور وہ یہ کہ قدیر کا تعلق ہر تخلیق کے ساتھ ہے لیکن مذہبی دُنیا کی تخلیق کے تعلق میں جو خدا تعالیٰ کی قدرت کا ایک نیا اظہار ہے قدیر کی نسبت قادر کا لفظ زیادہ استعمال ہوُا ہے۔ یہ ایک نیا قانون ہے جس میں بندے کو کچھ اختیار بھی ہے اِس لئے اس کا ذکر صفتِ قادر کے تحت ہے۔ فرمایا کہ قدیر کی تقدیر سے انسان بھاگ نہیں سکتا لیکن قادر کی تقدیر سے ان معنوں میں کچھ بھاگتا ہے کہ چاہو تو کرو چاہو تو نہ کرو۔ یہ تقدیر بھی غالب تو ہے لیکن وقتی طور پر کچھ مُہلت دیتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مقتدر اسی مضمون میں آگے بڑھ آتا ہے۔ جب لوگ جبر

کے ساتھ خدا کے دین کو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مقتدر بن کر اپنے پیاروں کی حفاظت فرماتا ہے اور ان کے مخالف کو مٹا دیتا ہے۔ فرمایا کہ ان معنوں میں مقتدر، قدیر اور قادر دونوں سے زیادہ غلبہ کے ساتھ اپنی قدرت نمائی کرتا ہے لیکن ایک پہلو سے یہ محدود ہے کہ صرف اپنے پیاروں کے لئے دشمنوں کے مقابل پر خدا تعالیٰ کی یہ تقدیر جوش دکھاتی ہے۔ نیز حضور نے سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے مختلف اقتباسات سے خدا تعالیٰ کے قادر ہونے کی لطیف تفسیر بیان فرمائی۔

حضور نے بتایا کہ اسباب بھی خدا تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں اور جو لوگ اسباب کی تقدیر سے تعلق رکھتے ہیں وہ اُسی حد تک محدود رہتے ہیں لیکن جو مذہب کے ذریعے خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کر لیتے ہیں وہ مذہب کی تقدیر سے فائدہ اُٹھاتے ہیں تو خدائے قادر ایک جاری تقدیر سے ہٹ کر اُن کے لئے غالب آنے والی دوسری تقدیر ظاہر فرماتا ہے۔ پس ایسے خدا سے تعلق قائم کرنا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا کہ اس جگہ دعا کا مضمون ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی دعاؤں میں بھی جہاں قادر کا ذکر ہے وہاں بہت وسیع مضمون ملتا ہے۔ آپ کو اپنے غلبہ کے لئے ایک ذرّہ بھی اپنی ذات یا اپنے وسائل پر بھروسہ نہیں تھا۔ اسباب بھی خدا کی تقدیر کا حصہ ہیں اس سے روگردانی تکبر کا حصہ ہے لیکن غلبہ جو ملے گا وہ تعلقِ الٰہی کا جلوہ ہوگا۔ اصل بناء دعا پر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہم اسباب بھی اختیار کریں گے لیکن اصل بناء ہماری قادر خدا سے تعلق جوڑنے پر ہے۔ اسباب کے بندے تو اس کثرت سے ہیں کہ اسباب کے مقابل پر اسباب کے ذریعے ہم غالب نہیں آ سکتے اس لئے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے دعائیں کیں بھی اور دعائیں سکھائیں بھی اور اللہ تعالیٰ نے ان دعاؤں کو قبول بھی فرمایا۔

فرمایا کہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ تدبیر بھی دو معنی رکھتی ہے ایک وہ تدبیر جو خدا تعالیٰ کی تقدیر کے تابع ہوتی ہے اور عموماً ایسی تدبیر کامیاب ہوتی ہے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کی کسی غالب تقدیر سے ٹکرا جائے دوسری وہ تدبیر ہے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو بدلنے کے لئے کی جاتی ہے وہ لازماً ہر صورت میں ناکام ہوتی ہے۔

حضور نے سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ارشادات کی روشنی میں بتایا کہ خدائے قادر کے صرف آفاقی جلووں کو ہی تلاش نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اپنی ذات کے اندر بھی خدائے قادر کے جلووں کی طلب کریں اور اس کی تمنا رکھیں۔ حضور نے حضرت بانیٔ سلسلہ کے فرمودات کی روشنی میں خدا تعالیٰ کے مقتدر ہونے پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کے مخالفین کی پکڑ پر بھی مقتدر ہے اور اپنے پیاروں کو خوف سے نکالنے پر بھی مقتدر ہے۔ حضور نے بتایا کہ مقتدر وہ ذات ہے جو

پہلے سے خبر بھی دیتی ہے اور ایسے حالات میں خبر دیتی ہے جب بظاہر اُس کا ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔حضور نے حضرت بانیٔ سلسلہ کے الہام "اِنّی مع الافواج اتیک بغتةً" کا ذکر کیا اور فرمایا کہ جو احمدی اندازے لگاتے رہتے ہیں کہ فلاں وقت یا فلاں گھڑی یہ کام ہوجائے گا یہ درست نہیں۔جب پہلے پتہ لگ جائے تو پھر اچانک کا مفہوم باقی نہیں رہتا۔حضور نے اپنے الہام FRIDAY THE 10TH کی طرف اشارہ کیا اور اس سلسلے میں بعض لوگوں کی قیاس آرائیوں کا ذکر کرکے فرمایا کہ مجھے علم نہیں کہ یہ کس طرح پورا ہوگا لیکن یہ کامل یقین ہے کہ خدا کی طرف سے یہ خبر تھی اور وہ خدا ہی ہے جو اسے پورا کرکے دکھائے گا۔اور جب بھی پورا کرکے دکھائے گا جماعت کے دل اطمینان اور شکر اور حمد کے ساتھ بھر دے گا اور کوئی شک کرنیوالا اس مقام پر نہیں رہے گا کہ وہ شک کر سکے اور ٹھٹھہ کر سکے۔

حضور نے خدائے قادر کے حضور سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی بعض دعاؤں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ حضرت بانیٔ سلسلہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے قدرت نمائی کے بکثرت وعدے ہیں۔حضور نے فرمایا کہ مَیں احمدیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ حضرت اقدس کے رنگ میں رنگین ہو کر سب سے پہلے اپنے قادر خدا سے تعلق جوڑیں۔اس کی قدرتوں کے اُوپر کامل ایمان رکھیں۔توکل کے اعلیٰ مقام کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔رعایتِ اسباب ضرور کریں کیونکہ یہ لازم ہے مگر رعایتِ اسباب پر بھروسہ نہ کریں۔حضرت بانیٔ سلسلہ کے حق میں جتنے وعدے ہیں وہ لازماً پورے ہوں گے لیکن ان کو پورا کرنے کے لئے کچھ توقعات ہیں کچھ تقاضے ہیں۔حضور نے فرمایا کہ بعض احمدی یہ بھی لکھتے ہیں کہ اِس زمانہ میں تقویٰ ختم ہوگیا ہے اِس لئے یہ ابتلاء نہیں بلکہ سزا ہے۔حضور نے فرمایا کہ یہ بالکل جھوٹا خیال ہے۔حضرت بانیٔ سلسلہ کو جب تک خدا تعالیٰ کامل غلبہ عطا نہیں کرتا اور آپ کے ذریعہ دینِ حق کو غالب نہیں کرتا خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی کا ہاتھ نہیں رُکے گا نہیں تھکے گا اور نہیں ماندہ ہوگا اور اسی لئے اِس باطل خیال کو ہمیشہ کے لئے اُکھاڑ پھینکنے کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ کو ایک وعدہ دیا گیا جو آپ نے بڑے واضح اور کھلے لفظوں میں جماعت کے سامنے رکھا اور وہ وعدہ قدرتِ ثانیہ کا وعدہ ہے جس کے متعلق حضرت اقدس نے فرمایا ہے کہ اس کے ظہور کا انتظار کرو اور اس کے لئے دعائیں مانگو تا دوسری قدرت آسمان سے ظاہر ہو اور تمہیں دکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔اور اس دوسری قدرت سے متعلق یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ کم ازکم ایک ہزار سال تک جاری رہے گی۔حضور نے بڑے پُرشوکت انداز میں فرمایا کہ یہ قدرتِ ثانیہ جاری ہے اور جب تک اس قدرت کے ساتھ جماعت وابستہ رہے گی خدا کی قدرت جماعت کے ساتھ وابستہ رہے گی کوئی نہیں جو اس تعلق کو کاٹ سکے۔پس آپ کامل وفا کے ساتھ خدا کی قدرتِ ثانیہ کے ساتھ تعلق

جوڑے رکھیں۔ میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں اور خدا کی قسم کھا کر آپ سے کہتا ہوں کہ خدا کی قدرت کبھی بھی آپ سے اپنا پیوند نہیں توڑے گی۔ ہرگز نہیں توڑے گی اور ہرگز نہیں توڑے گی یہاں تک کہ دینِ حق کو کامل غلبہ نصیب نہ ہو جائے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے نمازِ جمعہ و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

## خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ر جنوری ۱۹۸۶ء

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ الانعام کی آیت ۶۶ تا آیت ۶۸ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا..... لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ تلاوت فرمائیں اور ان کا ترجمہ بیان فرمایا اور بتایا کہ یہ آیات تین قسم کے عذابوں کی خبر دے رہی ہیں حضور نے صحیح بخاری کتاب التفسیر میں مذکور ایک روایت کے حوالہ سے بتایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ وحی نازل ہوئی تو آپؐ نے پہلی دو قسم کے عذابوں کی خبر پر اللہ تعالیٰ سے اُس کے چہرے کی، اس کی عظمت اور شان کی پناہ طلب کی اور تیسری قسم کے عذاب کی خبر پر فرمایا کہ یہ نسبتاً نرم اور آسان ہے۔ فرمایا اس روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت کے لئے رحمت و شفقت کا پہلو نمایاں ہے کہ عذاب کی خبریں مخالفین کے لئے ہیں۔ ایک عارف باللہ خدا تعالیٰ کی طرف سے براہِ راست نازل ہونے والے عذاب کو زیادہ سخت محسوس کرتا ہے بہ نسبت اس عذاب کے جس میں انسانی ہاتھ کا دخل ہو۔ اس لئے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معاندین کے لئے بھی عملاً نسبتاً آسان پکڑ کی دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اس دعا کی قبولیت کے نشان دورِ اول میں بھی دکھلائے اور وہ پہلی قوموں کی طرح آسمانی عذابوں کا شکار نہیں ہوئے کہ ان پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسی ہو یا قومِ نوحؑ کی طرح ہلاک ہو بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھنے والے دشمنوں کو جتنے بھی عذاب ملے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے انسانی ہاتھ کو داخل فرمایا ہے۔ حضور نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا بیان فرمودہ ایک اقتباس پڑھ کر سُنایا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداری پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے کسریٰ ایران خسرو پرویز کا واقعہ بیان فرمایا ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ مبارک کے پہنچنے پر حضورِ اکرمؐ کی گرفتاری کے احکامات جاری کئے تھے لیکن پھر خدا تعالیٰ کی تقدیر کے ماتحت وہ اپنے ہی بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ اقتداری نشان صرف دشمنوں کو ہلاک کرنے کے لئے عذابِ الٰہی کی صورت میں ہی نہیں ظاہر ہوتے بلکہ اپنوں کی تائید میں غیر معمولی رحمت و شفقت کی صورت میں

بھی ظاہر ہوتے ہیں اور بعض اوقات یہ دونوں پہلو بیک وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں حضور نے سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا بیان فرمودہ ایک شعر بھی سُنایا۔ فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اقتداری تائیدی نشانات اِس کثرت سے دکھائے گئے ہیں جن کا کوئی شمار نہیں۔ حضور نے حضرت بانیٔ سلسلہ کے الفاظ میں غزوۂ بدر میں کفار کی طرف پتھروں کی ایک مُٹھی پھینکنے کے ایک واقعہ کا ذکر کیا جو حضورِ اکرمؐ نے کسی دعا کے ذریعہ نہیں بلکہ اپنی روحانی طاقت سے چلائی تھی لیکن اس نے خدائی طاقت دکھلائی اور درپردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔ فرمایا یہ تائیدی اقتداری نشان تھا جو مومنوں کو دکھایا گیا۔ اسی طرح معجزہ شق القمر کا بھی ذکر فرمایا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اُنگلی کے اشارے سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی وقوع میں آگیا تھا۔ حضور نے احادیث اور فرمودات حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے حوالوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف اقتداری تائیدی نشانات کا ذکر فرمایا جن میں کھانے پینے کی چیزوں میں برکت دیئے جانے، مجروحوں کو اچھا کرنے اور بیماروں کو شفا دینے کا بیان تھا۔ حضور نے فرمایا کہ مبادا کوئی یہ کہتا کہ یہ ماضی کے قصّے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپؐ کے عاشقِ صادق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ہاتھوں پر بھی اقتداری نشان ظاہر فرمائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو یقین دیا کہ قیامت تک اقتداری نشان جاری رکھوں گا۔ حضور نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے بعض اقتداری نشانات کا بھی ذکر فرمایا۔ فرمایا اقتداری نشانات کے ظہور کے لئے عام انسانوں سے مختلف تبدیلی پیدا ہونی ضروری ہے۔ اگر انسان خدا کی خاطر اپنے اندر مافوق العادت تبدیلی پیدا کرے تو ایسی صورت میں خدا اقتداری نشانات دکھاتا ہے اور یہ بات صرف انبیاء سے خاص نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو بھی یہ برکت دی گئی۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو بھی اور آپکے رفقاء کے ذریعہ بھی اقتداری نشان ظاہر ہوئے۔ فرمایا: اقتدار کا مطلب ہے عام تقدیر سے ہٹ کر غالب آنے والی تقدیر ظاہر ہو اور یہ ان پر ظاہر ہوتی ہے جو اپنے رب سے غیر معمولی تعلق پکڑتے ہیں۔ یہ تعلق مختلف جہتوں سے ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جہت میں خدا تعالیٰ سے ایسا ہی غیر معمولی تعلق تھا۔ فرمایا: ہر انسان میں کسی نہ کسی نوع میں خدا تعالیٰ سے اقتداری تعلق قائم کرنے کی قوت پائی جاتی ہے۔ پس جماعت کو اس طرف توجہ پیدا کرنی چاہیئے۔ فرمایا: جہاں تک دشمن کا تعلق ہے خدا تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو بکثرت الہامات کے ذریعہ بتلا دیا ہے کہ جب بھی آپ کا دشمن کسی رنگ میں بھی آپ کے پیغام کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اقتداری نشانوں کے ذریعہ اس کے ہر منصوبہ کو ناکام ثابت فرما دے گا اور ہلاک کر دے گا اِس لئے دشمن کے بارے میں مجھے فکر نہیں ہے۔

اکثر جماعت اِس وقت اِس انتظار میں بیٹھی ہے کہ کس وقت یہ نشان ظاہر ہو۔ حضور نے پُرشوکت الفاظ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی کامیابی کے جو وعدے فرمائے ہیں ان کے پورا ہونے میں مجھے ایک ذرّہ بھی شک نہیں وہ لازماً پورے ہوں گے مگر مَیں آپ کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اِس قسم کے معجزے اگرچہ بعض کے لئے تقویتِ ایمان کا موجب ہوں گے اور بعض کے لئے طمانیتِ قلب کا موجب۔ کیونکہ وہ پہلے سے جانتے ہیں کہ ایسا ہونا ہی ہے لیکن ان کا آپ کو مستقل کیا فائدہ ہو گا۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ کے اقتدار کے اس جلوے کے منتظر کیوں بیٹھے ہیں۔ اس جلوے کی تمنّا کیوں نہیں کرتے جو ہر روز آپ کی زندگیوں میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ فرمایا: جماعت کو چاہیئے کہ خدائے ذوالاقتدار سے اِس رنگ میں تعلق پیدا کریں کہ خدا کا اقتدار ان کے اندر ظاہر ہو اور یہی وہ تعلیم ہے جو قرآن ہمیں دیتا ہے صبغة الله ومن احسن من الله صبغة کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے غلاموں کو خدا کے رنگ کی طرف بُلاؤ۔ خدا کا رنگ محض دیکھ کر لطف اُٹھانے کے لئے نہیں بلکہ خدا کا رنگ اپنے وجود میں جاری کرنے کے لئے ہے۔ اِس لئے خدا کی صفات کا جب ذکر چلتا ہے تو ہمیشہ ساتھ یہ دعا کرتے رہیں سُنتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کا ہمیں بھی اِس رنگ میں جلوہ دکھائے کہ ہم دُنیا کے لئے خدا نما ہو جائیں اور خدا کے جلوے اِس دُنیا کو دکھانے والے بن جائیں۔ فرمایا: آج کا دَور اس کے لئے ایک بہت ہی اہمیّت رکھنے والا دَور ہے۔ آج بکثرت جماعت کے دل دُکھے ہوئے ہیں۔ آج بکثرت جماعت کو اِس لئے مطعون اور ذلیل کیا جا رہا ہے کہ وہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی جماعت ہے۔ محض للہ آج اگر اِس دُنیا میں کسی کو دُکھ دیا جا رہا ہے تو وہ جماعتِ احمدیہ ہے۔ پس اِس دُکھوں کے زمانہ سے ایسا خزانہ پا جائیں جو ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ ہو گا۔ آپ کی بھی زندگی بنا جائے گا اور آپ کی نسلوں کی زندگیاں بھی بنا جائے گا۔ دُنیا میں بھی آپ کو سعادتیں نصیب فرمائے گا اور آخرت میں بھی آپ کو سعادتیں نصیب فرمائے گا۔

حضور نے آخر پر دعا کی اور ساری جماعت کو دعا کی تحریک فرمائی کہ اللہ ہماری جماعت پر بحیثیت جماعت بھی اور انفرادی طور پر بھی ذوالاقتدار خدا کے طور پر ظاہر ہو۔ المقتدر خدا کے طور پر ظاہر ہو جس کے پیار اور محبّت اور رحمت کے جلوے ہم روز اپنے گھروں میں دیکھیں۔ اس خدا کے ساتھ بسنے والے ہوں جس کے ہاتھ میں تمام قدرتوں کی چابیاں ہیں۔ تمام عظمتوں کی کُنجیاں ہیں۔ وہ ذوالاقتدار ہے۔ ایسا نہیں کہ تصوّرات میں ہی ذوالاقتدار ہے بلکہ عملی دُنیا میں بھی وہ اپنے اقتدار کے نشان ظاہر فرماتا ہے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

## خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ جنوری ۱۹۸۶ء

تشہد و تعوّذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ الحجرات کی آیت ۱۲ تا ۱۴ تلاوت فرمائیں۔

حضور نے فرمایا قرآن کریم کی یہ چند آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں اس میں حُسنِ معاشرت کے تمام بنیادی اصول بیان فرما دئے گئے ہیں اور اُن تمام باتوں سے روکا گیا ہے جن سے انسانی معاشرہ کسی نہ کسی رنگ میں بیمار پڑ جاتا ہے اور خوشی کی بجائے دُکھوں کا موجب بن جاتا ہے۔

فرمایا: معاشرت کی بنیاد اس تصوّر پر ہے کہ ایک اِنسان اکیلا اپنی کوشش سے جس بھلائی کو نہیں پا سکتا وہ اجتماعی کوشش سے اُس بھلائی کو پالے مگر آج کی دُنیا میں معاشرہ بالعموم بدیاں پھیلانے کا موجب بن چکا ہے اور خیر کے حصول کا ذریعہ کم رہ گیا ہے۔

فرمایا: قرآن کریم نے معاشرے کے بگڑنے کی پہلی وجہ باہمی تفاخر اور بڑائی بیان فرمائی ہے جیسا کہ فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم یعنی ایک قوم دوسری پر بڑائی محسوس کر کے اس رنگ میں نہ ہنسے کہ دوسری اس سے ادنیٰ ہے۔

حضور نے آج دُنیا کے مختلف حِصّوں میں پھیلے ہوئے دُکھوں کا ذکر کر کے بتایا کہ ان سب کی بنیاد بھی تفاخر ہی ہے۔ یہ تفاخر قومی ہو یا نسلی، نظریات کی دُنیا میں ہو یا سیاست کی عام دُنیا میں آج اس مقام پر پہنچ چکے ہیں جو خوفناک عالمگیر تباہیوں پر منتج ہو سکتے ہیں۔

فرمایا: قرآن کریم قومی تفاخر سے منع کرنے کے بعد فرماتا ہے کہ کوئی عورت دوسری عورت پر تفاخر نہ کرے۔ قوموں کے مقابل پر عورت کا ذکر کرنا بظاہر بے جوڑ معلوم ہوتا ہے لیکن یہاں قومی مفاخرت کے بعد عورت کو معاشرت کے نمائندہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے کیونکہ معاشرہ میں ایسی خرابیاں اکثر عورت کے ذریعہ ہی ظاہر ہوتی ہیں اِس لئے اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی بُرائی کو بیان کرنے کے لئے عورت کا ذکر فرمایا ہے۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قوموں کے ذکر میں عسٰی اَن یکونوا خیرًا منھم اور عورتوں کے ذکر میں عسٰی اَن یکنّ خیرًا منھنّ فرمایا ہے۔ اس میں قومی ترقیات کا عظیم الشان گُر بیان فرمایا گیا ہے جس طرح رات دن بدلتے رہتے ہیں اسی طرح قومی تفاخر بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور ذاتوں کے فخر بھی بدلتے

رہتے ہیں اگر خدا تعالیٰ نے خود ایک قوم کو دوسری قوم پر فوقیت دی ہوتی تو اس کے تبدیل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

فرمایا: یہ تفاخرات کی چیزیں ہیں جن کے بدلنے کی رفتار ایسی ہے کہ عموماً وہ انسان ان کو محسوس نہیں کرتا لیکن پیچھے مڑ کر دیکھے تو اس تبدیلی کو محسوس کر سکتا ہے۔ وہ قومیں، وہ لوگ، وہ پیشے جن کو پہلے بہت تحقیر سے دیکھا جاتا تھا آج وہ معزز ترین قومیں اور معزز افراد اور پیشے بن گئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب ایک دوسرے کو دُکھ پہنچانے والی باتیں نہ کیا کرو۔ اور نام اِس خاطر نہ رکھا کرو کہ ناموں کے ذریعہ کسی کی تحقیر ہو۔

فرمایا: یہ بیماریاں قومی اور عالمی سطح پر بھی پائی جاتی ہیں اور معاشرتی طور پر افراد میں بھی پائی جاتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظنّ یعنی بے وجہ خیال آرائیاں نہ کیا کرو۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ ظنّ بالکل نہ کرو کیونکہ استنباط ظنّ کا ایک حصّہ ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ظنّوں میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ پھر فرماتا ہے انّ بعض الظنّ اِثم یہ نہیں فرمایا کہ ہر ظنّ گناہ ہے فرماتا ہے بہت زیادہ ظنّ کی عادت ڈالو گے تو بعض ظنّ ایسے ہوں گے جو گناہ ہو جائیں گے۔ پس مراد یہ ہے کہ سُوءِ ظنّ سے بچو اور یہ کہنے کی بجائے کہ سُوءِ ظنّ سے بچو اکثر ظنّ سے بچنے کی تعلیم دے کر فرمایا کہ اکثر ظنّ کی عادت اچھی نہیں ہے۔ اس میں بہت گہری سچائی ہے جو لوگ ظنّ پر مائل ہوتے ہیں وہ شواہد کی تلاش چھوڑ دیتے ہیں اور جو شواہد کی جستجو میں رہتے ہیں وہ اکثر ظنّ سے بچتے ہیں۔ یہ ایک بنیادی اصول ہے جو قوموں کے لئے بہت ہی فائدہ مند ہو سکتا ہے جہاں تک ممکن ہے حقائق کی جستجو تمہاری عادت ہونی چاہیئے۔ اگر ظنّ تمہاری عادت بن گیا تو لازماً بعض بُرے ظنّ میں مبتلا ہوں گے جس کی یاداش بھی تم دیکھو گے۔

پھر فرماتا ہے ولا یغتب بعضکم بعضًا جن لوگوں کو حقائق کا سامنا کرنے کی عادت نہیں ہوتی وہ پیٹھ پیچھے باتیں کرتے ہیں اور یہ لمز کی انتہا ہے۔ طعن و تشنیع کی عادت جب ناسُور بن جاتی ہے تو غیب میں باتیں کی جاتی ہیں اور یہ بدترین صورت ہے جس کے متعلق فرماتا ہے ایحب احدکم ان یأکل لحم اخیہ میتًا کیا تم اپنے لئے یہ بات پسند کرو گے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھا رہے ہو۔ یہاں بھائی سے مراد سگا بھائی نہیں بلکہ انّما المؤمنون اِخوۃ کے مطابق ہر مومن بھائی مُراد ہے۔ اوّل تو بھائی کا گوشت کھانا ویسے ہی مکروہ چیز ہے لیکن اسے مُردہ کہہ کر بتایا کہ وہ اپنا دفاع نہیں کر سکتا اس کی بیچارگی کو ظاہر کیا اور اس کی لذّت کی حقیقت کو بھی ظاہر کیا کہ کسی کے خلاف غیب میں باتیں کر کے جسے یہ طیّب غذا سمجھ رہا ہے وہ دراصل مُردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یاأیھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثٰی وجعلنٰکم شعوبًا وقبائل لتعارفوا یعنی اے انسانو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا تھا اور قبائل اور قوموں میں اس لئے تبدیل کیا تھا تاکہ تم ایک دوسرے کو جان سکو۔

فرمایا: اس آیت میں عموماً مختلف علماء شعوبًا وقبائل کو اپنے خطابات میں نمایاں حیثیت دیتے ہیں اور پہلے حصہ کو کہ ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اس لئے نظرانداز کر دیتے ہیں کہ اس کا لتعارفوا سے کوئی تعلق نہیں۔

حضور نے فرمایا کیونکہ مضمون یہ چل رہا ہے کہ ایک دوسرے پر بڑائی نہ کرو اس لئے پہلا حصہ انا خلقنٰکم من ذکر و انثٰی یہ معنی رکھتا ہے کہ جس طرح قوموں میں کوئی فخر نہیں ہے اسی طرح مرد یا عورت ہونے میں بھی کسی کو دوسرے پر کوئی فخر نہیں ہے۔ یہ بحث کہ عورت بہتر ہے یا مرد بہتر ہے یا دونوں میں کسی کو دوسرے پر کوئی فوقیت حاصل ہے صحیح نہیں ہے۔ قرآن کریم عورت اور مرد ہر دو کے حقوق کو تسلیم کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ مرد ہونا تمہیں یہ حق نہیں دیتا کہ تم عورت کی تذلیل کرو۔ اس حیثیت سے ہرگز کوئی تفریق نہیں ہوسکتی۔ عزت و بلند مرتبہ کے لحاظ سے صرف ایک معیار ہے کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم جو تم میں زیادہ متقی ہے وہی زیادہ معزز ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ باری تعالیٰ کے مظہرِ اتم تھے۔ انسان کو خدا تعالیٰ کی صفات میں رنگین ہونے کی جتنی بھی استطاعت ہے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درجۂ کمال تک پہنچا دیا اور آپؐ صفاتِ حسنہ میں سب سے آگے بڑھ گئے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق کہ میں اعلیٰ ترین اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں اور موطا امام مالک میں روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا بعثت لاتمم حسن الاخلاق کہ میں اخلاق کے حُسن کو اس کے درجۂ کمال تک پہنچانے کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّكَ لعلیٰ خُلُقٍ عظیم یعنی تُو ایک بزرگ خُلق پر قائم ہے حضور نے اس ضمن میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک اقتباس پڑھ کر سُنایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند اخلاق پر روشنی ڈالی۔

حضور نے فرمایا کہ وہ خُلق جو اپنی انتہا کو پہنچتا ہے اُس خُلق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم فرمایا گیا ہے۔ مکارم اخلاق سے مراد ہے وہ خُلق جو عزت کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہے۔ گذشتہ بزرگوں نے اخلاق کو جن چوٹیوں پر قائم کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وہاں سے اُٹھا کر نئے بلند تر

مقامات پر پہنچایا ہے۔

فرمایا: یہ وہ بلند ترین منصب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا جس کا ہمیں مستحق ٹھہرنا چاہیئے آج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دعویٰ کرنے والے دُنیا میں اخلاقی لحاظ سے ذلیل ترین لوگوں میں شمار ہونے لگے ہیں۔ یہ اِتنا بڑا تضاد اور اتنا بڑا ظلم ہے کہ اس کے تصوّر سے جسم کا رُواں رُواں لرزنے لگتا ہے۔

فرمایا: آج مسلمانوں کو یہ طعنہ دیا جا رہا ہے کہ تم وہ لوگ ہو جو کہتے ہو کہ تمام دُنیا میں اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز کئے گئے تھے۔ تم وہ لوگ ہو جو یہ دعوٰی کرتے ہو کہ تمہارے آقا و مولا سب صاحب اخلاق لوگوں سے افضل اور اعلیٰ تھے۔ تم اپنے اعمال اور اپنی حرکتیں دیکھو اور پھر سوچو کہ اپنے آقا کی کیا تصویر تم دُنیا کے سامنے پیش کر رہے ہو۔ ایک انتہائی خوفناک اور دِل ہلا دینے والا طعنہ ہے۔

فرمایا: آج جماعتِ احمدیہ کا یہ کام ہے کہ وہ اس کھوئی ہوئی عظمت کو دوبارہ حاصل کرے۔ جماعتِ احمدیہ آج اس مقام پر فائز کی گئی ہے اِس غرض سے قائم کی گئی ہے کہ ان کھوئی ہوئی عظمتوں کو حاصل کرے جو محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو زیبا ہیں جن کے بغیر ہم عمل کی دُنیا میں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو ثابت ہی نہیں کر سکتے۔ کروڑ ہا سیرت کی کتابیں آپ لکھ لیں، اَرب ہا میلاد منائیں ہر دن کو ایک میلاد شریف میں ہم تبدیل کر دیں اور ہر رات کو سیرت کے نغمے گاتے ہوئے آپ گذار دیں مگر حقیقت میں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ اخلاق کا دُنیا کو قائل نہیں کر سکتے جب تک آپ صاحبِ خُلق نہ بن کر دکھائیں۔

حضور نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اخلاق کی طرف توجہ دینے کا بہت بڑا کام باقی ہے۔ ایک خلاء نہیں ہر سمت میں کئی خلاء ہیں۔ جب ہم غیروں کے مقابل پر اپنے اخلاق کو دیکھتے ہیں تو یقیناً ایک عظمت کا اِحساس پیدا ہوتا ہے۔ جب ہم دوسروں کے مقابل پر اپنے اخلاق پر نظر ڈالتے ہیں تو یقیناً ایک طمانیّت کا احساس بھی پیدا ہوتا ہے۔ لیکن مَیں آج جو بات کہہ رہا ہوں وہ یہ نہیں کہ جماعتِ احمدیہ نعوذ باللہ دوسری قوموں اور دوسرے فرقوں کے مقابل پر کم اخلاق رکھنے والی ہے میری نظر تو محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ عظیم پر ہے۔ مَیں اِس لئے یہ موازنہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ ادنیٰ پر راضی ہو کر نہ بیٹھ جائیں۔

اپنے سے نیچے کے اخلاق کے ساتھ آپ نے موازنہ کیا تو آپ ترقی نہیں کرسکیں گے کیونکہ آپ سمجھیں گے کہ آپ کو سب پر فوقیت حاصل ہو گئی ہے۔ اگر دیکھنا ہے ترقی کی نظر سے، آگے بڑھنے کی خاطر تو ہمیشہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر اپنی نظریں مرکوز رکھیں۔

حضور نے بڑے دردبھرے انداز میں فرمایا کہ بہت سی ایسی معاشرتی خرابیاں جماعت کے اندر پیدا ہو چکی ہیں جنہوں نے جماعت کی عائلی زندگی کو بھی تباہ کر دیا ہے اور آئندہ نسلوں پر بہت بُرے رنگ میں اثر انداز ہو سکتی ہیں۔

فرمایا: اگر آپ نے معاشرے کو درست کرنا ہے تو سب سے چھوٹے یونٹ یعنی گھر پر نظر کرنی ہو گی۔ گھر کو جنّت میں تبدیل کئے بغیر آپ نہ اپنے شہر کو جنّت میں تبدیل کر سکتے ہیں نہ عالَم کو جنّت میں تبدیل کرنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں خصوصیّت کے ساتھ چند معاشرتی بیماریوں کا ذکر کر کے مَیں آپ کو سمجھانے کی کوشش کروں گا کہ جلد تر ان بیماریوں سے اجتناب کریں اور استغفار کریں اور اپنے معاشرے کو حسین بنانے کی کوشش کریں۔

فرمایا: دُنیا تو آپ کو جہنّم میں مبتلا کرنے کے لئے ہر کوشش کر رہی ہے کم سے کم آپ خود اپنے لئے تو جنّت پیدا کریں خود تو ایسے معاشرے میں بسیں جس کا نام قرآن کی رُو سے جنّت ہے اور جس کا شجر شجرۂ طیبہ ہے جس کو حسین پھل لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

## خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ر جنوری ۱۹۸۶ء

تشہد و تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ گذشتہ خطبہ میں مَیں نے کہا تھا کہ بعض معاشرتی خرابیوں کا ذکر کروں گا جس کے نتیجہ میں معاشرہ میں دُکھ پھیلتے ہیں۔

فرمایا: معاشرتی خرابیاں ایسی نہیں ہوتیں جن کا دُکھ یک طرفہ ہو بلکہ وہ بھی دُکھ اُٹھاتے ہیں جو اِن دُکھوں کے پیدا کرنے کا موجب ہوتے ہیں اور وہ بھی دُکھ اُٹھاتے ہیں جو اِن کا نشانہ بنائے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود معاشرہ میں خرابیاں پھیلائی جاتی ہیں۔

فرمایا: یہ خطبہ معاشرہ کے کسی بھی طبقہ کے خلاف نہیں بلکہ محض ان بُرائیوں کے خلاف ہے جو جس طبقہ میں بھی رُونما ہوں اُس طبقہ کو نفرت سے بھر دیتی ہیں۔ مومن کو یہ سبق نہیں دیا گیا کہ انسانوں سے نفرت کرے بلکہ بُرائیوں سے نفرت کی تعلیم دی گئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سب بُرائیوں کی جڑ سُنّتِ نبوی صلی اللہ

علیہ وسلم سے گریز ہے۔ قرآن کریم کے لفظ جب عمل میں ڈھلتے ہیں تو اسی کا نام سُنّتِ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتا ہے۔ فرمایا: معاشرے کی سب خرابیوں کی تان اس بات پر ٹوٹے گی اور ہر جھگڑے کا نتیجہ یہی ہو گا کہ فریقین کسی نہ کسی پہلو سے سُنّت سے گریز کر رہے ہیں۔ حضور نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عائلی خرابیوں سے بچنے کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اپنے خُلق کی حفاظت کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حُسنِ اخلاق پر بہت ہی زور دیا کرتے تھے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ سب سے کامل ایمان والا مومن وہ ہے جو خُلق میں سب سے زیادہ حسین ہے اور اپنے اہل وعیال پر بہت ہی زیادہ لُطف وکرم کرنے والا ہے۔ حضور نے ارشاداتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرکے فرمایا کہ اگر یہ حسین خُلق پیدا ہو جائیں تو کم ازکم نوّے فیصد فساد کے محرّکات ختم ہو جائیں۔ اس ضمن میں مرد پر بہت بڑی ذمّہ داری عائد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوّام بنایا ہے۔ بنیادی طور پر وہی ذمّہ دار ہے کہ حسین اخلاق کا مظاہرہ کرے تا عورتیں بھی اس سے نمونہ پکڑیں اور حسین اخلاق کو اپنائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہتر ہے اور میں تم میں سے اپنے اہل کے لئے بہترین ہوں۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے حُسنِ سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جیسا تم خود کھاؤ ویسا ہی انہیں کھلاؤ۔ جیسا خود پہنو ویسا ہی انہیں پہناؤ۔ اُن کے چہرے پر نہ مارو۔ بُرا بھلا مت کہو اور گھر کے سوا کہیں اور اُس سے قطع تعلق نہ کرو۔ حضور نے فرمایا کہ یہ فقرہ کہ "گھر کے سوا کہیں اور اس سے قطع تعلق نہ کرو" ایک غیر معمولی فقرہ ہے جس پر بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ اس میں عورت کی عزّت وشرف کے قیام کے لئے بہت ہی اہم تعلیم دی گئی ہے۔ بعض دفعہ مرد اپنی عورت کی بے عزّتی اسکے رشتہ داروں یا غیروں کے سامنے کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں بعض چھوٹی چھوٹی باتیں بڑھتے بڑھتے فتنہ و فساد تک کا موجب ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوب جانتے تھے کہ بعض صورتوں میں قرآن کریم عورتوں سے عدمِ تعلق کی تعلیم دیتا ہے مگر حضور فرماتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ غیروں کی موجودگی میں ایسا شروع کردو۔ حضور نے سیّدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے بعض ارشادات بھی اِس ضمن میں بیان فرمائے جن میں آپ نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ حُسنِ معاشرت کی تلقین فرمائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی ازواجِ مطہّرات کے ساتھ حُسنِ سلوک کے بعض واقعات بیان فرمائے اور بتلایا کہ آپؐ نے اپنی ساری زندگی میں ایک مرتبہ بھی ازواجِ مطہّرات میں سے کسی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا۔ نہ صرف یہ بلکہ آپؐ نے اپنی بیویوں کو ان کے والدین کی ناراضگی اور مار سے بھی بچایا۔ آپؐ کے حُسنِ اخلاق کی اگر ایک لفظ میں تعریف کی جائے تو وہ "توازن" ہے۔ اصولی باتوں میں آپؐ محبّت کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے تھے لیکن

جہاں تک اپنی ذات کا تعلق ہے آپؐ اپنی ازواجِ مطہّرات کے ساتھ نہایت تحمّل، بُردباری اور عقلِ کامل کے ساتھ معاملہ کرتے تھے۔

فرمایا: اعلیٰ خُلق محض جذباتی نرمی کا نام نہیں ہے خُلق کا تعلق حکمتِ کاملہ سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی حکمتِ کاملہ کا مُعجزہ تھی جو آپؐ کی زندگی کے ہر پہلو میں داخل ہو چکی تھی۔ اخلاق کا حُسنِ کامل، حکمتِ کامل کے نتیجہ میں ظاہر ہوتا ہے۔ سوچ اور فکر کے نتیجہ میں بھی حسین اخلاق پیدا ہو سکتے ہیں لیکن تدبّر کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے اخلاق کی کوئی ضمانت نہیں ہوُا کرتی کیونکہ انسانی سوچ کامل نہیں ہے مگر سُنّتِ نبویؐ میں جذب ہونے کے نتیجہ میں خود بخود حسین اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن کریم نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسوۂ حسنہ قرار دیا ہے جس کے اعمال کو خدا تعالیٰ حسین قرار دے اس میں کسی غلطی یا ٹھوکر کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ آپ کا تو صرف اِتنا کام رہ گیا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت سے واقف ہوں اور اس سے محبّت کریں اور آپؐ کے اخلاق کو اپنانے لگ جائیں۔ اگر سُنّتِ نبویؐ سے محبّت ہو جائے تو جن باتوں میں سُنّت کا علم نہیں بھی ہوگا ان میں بھی حسین اخلاق ظاہر ہونے شروع ہو جائیں گے۔

حضور نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلی زندگی کے مختلف واقعات کا نہایت محبّت سے ذکر فرمایا اور بتلایا کہ آپؐ روزمرہ کے کاموں میں بیویوں کی مدد کیا کرتے تھے اور اُن کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے۔ آجکل اگر کسی مرد کو کہا جائے کہ تم بھی گھر کے کاموں میں دلچسپی لو، اپنی عورت پر بے وجہ بوجھ نہ ڈالو۔ اس کی مدد کرو، تو وہ اپنی مصروفیّت کا عذر کرتا ہے اور یہ بات بھول جاتا ہے کہ ساری دُنیا میں، جب سے انسان بنا ہے اور جب تک رہے گا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی انسان مصروف نہیں تھا، نہ ہے اور نہ ہوگا۔ آپؐ کا مصروف الاوقات ہونا اتنا حیرت انگیز ہے کہ یہ خود اپنی ذات میں ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے۔ حضور نے ایک معاشرتی خرابی طعن و تشنیع کا خاص طور پر ذکر کیا اور بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طعنہ زنی کرنے والا، یاوہ گو اور زبان دراز شخص مومن نہیں ہو سکتا فرمایا: بعض اوقات چھوٹی چھوٹی باتوں پر طعنہ زنی کی جاتی ہے جس سے سارا معاشرہ تلخ ہو جاتا ہے بعض دفعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے ابتلاؤں پر طعنے دئے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ عورتوں کو اولاد نہ ہونے یا بیٹا نہ ہونے پر طعنوں سے ان کی زندگی چھلنی کر دی جاتی ہے حالانکہ یہ طعنے انسان کو نہیں بلکہ خدا کو طعنہ دینے والی بات ہے۔ یہ چیزیں اِنسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہیں۔ حضور نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ارشادات پیش کر کے اِنسانی زندگی میں اولاد کی حیثیّت پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ بعض اوقات اولاد کا فتنہ

ایسا سخت ہوتا ہے کہ بعض نادان اولاد کی خاطر دہریہ، ملحد اور بے ایمان بن جاتے ہیں۔ دین کی جڑ اِس میں ہے کہ ہر امر میں خدا تعالیٰ کو مقدم رکھا جائے۔ خدا کے فضل کے بغیر اولاد موجبِ ابتلاء ہوتی ہے۔ بعض لوگ اولاد کی محبت میں کئی قسم کی بد دیانتی اور گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اولاد کی خواہش تو اِس غرض سے ہونی چاہیئے کہ وہ خادمِ دین ہو۔ اور اگر اولاد نہ ہونے کے نتیجہ میں انسان خود بھی خادمِ دین نہ رہے تو یہ کونسی عقل کی بات ہے۔

حضور نے بڑے درد بھرے انداز میں ان معاشرتی خرابیوں اور دُکھوں کا ذکر فرمایا اور بتلایا کہ یہ باتیں میرے لئے بہت تکلیف دِہ ہیں اور جب مَیں خطبہ میں ان کا ذکر کرتا ہوں تو بعض لوگ یہ غلط ردِّ عمل دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت صاحب کو ایسی باتیں ہی نہ لکھا کرو تا حضور کو تکلیف نہ ہو۔ حضور نے فرمایا: یہ تکلیف میرا حق ہے اور آپ کا فرض ہے کہ مجھے یہ تکلیف پہنچائیں کیونکہ مَیں جواب دِہ ہوں۔ جماعت کی حالت سے بے خبر رہ کر جو سکون ہے وہ مجھے نہیں چاہیئے۔ مجھے معلوم ہونا چاہیئے کہ جماعت پہ کیا گزر رہی ہے اور کس حالت میں گزر رہی ہے اور کس طرف اس کا رُخ ہے اِس لئے ہرگز اِس بات سے نہ رُکیں چاہے آپ کو کوئی کیسی نصیحت کرے کہ ان باتوں کو مجھ سے چھپانے لگ جائیں۔ مجھے پتہ نہیں چلے گا تو مَیں کیسے اِصلاح کی کوشش کروں گا۔ مجھے پتہ نہیں چلے گا تو مَیں ان فرائض کو کیسے ادا کرنے کی کوشش کروں گا جو خدا تعالیٰ نے میرے ذمّہ ڈالے ہیں اِس لئے بے تکلف ہو کر یہ تکلیف پہنچائیں بلکہ یہ آپ کے اُوپر لازم اور فرض ہے کہ جو بھی ایسی باتیں معاشرہ میں ملتی ہیں جو قرآن اور سُنّت کے خلاف ہیں جو ہمارے معاشرہ میں دُکھ پہنچا رہی ہیں۔ وہ ساری باتیں، وہ سارے دُکھ میرے دِل میں منتقل کیا کریں جتنا زیادہ یہ دُکھ پہنچے گا اتنا ہی زیادہ مجھے دعا کی طرف بھی توجّہ پیدا ہو گی اور اتنا ہی زیادہ مجھے اصلاح کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گی۔ حضور نے احباب کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ ہمیں اصلاحِ معاشرہ کی توفیق بخشے کیونکہ اصلاحِ معاشرہ کے بغیر حقیقت میں اِسلام کا غلبہ دُنیا پر نہیں ہو سکتا۔ حضور نے پُر زور تاکیدی ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کو یہ محبّت ہے کہ اسلام دُنیا میں غالب آئے، اگر دِلی تمنّا ہے، اگر آپ اِس آرزو میں جیتے ہیں کہ کسی طرح ساری دُنیا پر دینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم غالب آجائے تو یاد رکھیں اور اِس بات کو کبھی نہ بھُلائیں کہ اصلاحِ معاشرہ کے بغیر یہ بات نہیں ہو گی۔ آپ کو لازماً معاشرے کی اِصلاح کرنی پڑے گی تب آپ حقدار بنیں گے کہ ساری دُنیا کو اسلام کا پیغام پہنچائیں۔

---

تاریخ کا ایک ورق

# جب دُنیا تاریک ہو گئی

(محترم مولانا غلام باری صاحب سیف)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امّی کے مشہور صحابی جنہیں دس برس تک آپؐ کی خدمت کا شرف حاصل ہوُا حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں تشریف لائے تو دُنیا کی ہر شئے منوّر ہو گئی اور جس دن آپؐ کی وفات ہوئی دُنیا میں ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔

(شمائل ترمذی باب فی وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

اپنی محبّت اور احساس کا کیا عمدہ تخیّل حضرت انسؓ نے پیش کیا۔ قریباً وہی مضمون جو حضرت حسّان شاعرِ نبویؐ نے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اپنے مشہور شعر میں کہا تھا کہ تُو میری آنکھوں کی پُتلی تھا میں آج اندھا ہو گیا۔

محدّثین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور وفات پر باب قائم کئے ہیں آج اِس مضمون میں یہی بیان مقصود ہے۔

یکم ربیع الاوّل ۱۱ھ ہجری کا واقعہ ہے حضورؐ ایک جنازہ میں شرکت کے بعد گھر تشریف لائے تو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ نے سر درد کی شکایت کی۔ فرمایا ہائے میرا سر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بل انا یا عائشۃ وارأساہ" عائشہ مجھے بھی شدید سر درد کی شکایت ہے۔ اگلے روز حضورؐ کی باری حضرت میمونہؓ کے تھی لیکن سر درد میں کمی کی بجائے اَور اضافہ ہو گیا اس کے ساتھ پھر بخار۔ حتّٰی کہ بعض اوقات شدّتِ تپ سے بیہوشی ہو گئی۔ بیماری بارہ دن رہی جس کے آخری ایّام میں آپؐ ازواجِ مطہّرات کی اجازت سے حضرت عائشہؓ کے ہاں مقیم رہے۔ آپؐ کی وفات ۱۲ ربیع الاوّل کو اتوار یا سوموار کے روز ہوئی۔ بعض روایات میں ۱۳ ربیع الاوّل آیا ہے۔ شارحین نے اِس میں مطابقت یوں دی کہ مکّہ اور مدینہ میں چاند کے طلوع میں چونکہ ایک دن کا فرق تھا اِس لئے بعض کے نزدیک اُس روز ربیع الاوّل کی ۱۳ تاریخ تھی لیکن اجماع ۱۲ تاریخ پر ہی ہے۔

حضرت انسؓ مروی ہیں کہ مَیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کا آخری دیدار سوموار کے دن کیا۔ حضورؐ نے دروازے کا پَردہ اُٹھایا۔ آپؐ کا چہرہ آسمانی صحیفہ کی مانند روشن تھا۔ آپ نے دیکھا لوگ

نماز پڑھ رہے ہیں تو پردہ گرا دیا۔ حضرت ابوبکرؓ امامت کروا رہے تھے آپؐ نے اشارہ کیا کہ نماز جاری رکھی جائے۔

(شمائل ترمذی صہ ۳۲ باب ماجاء فی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

چنانچہ اسی روز بعد دوپہر حضورؐ کا وصال ہو گیا۔

اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ حضورؐ کی پُشت میرے سینہ پر تھی حضورؐ نے مجھ سے ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ آپؐ نے پیشاب کے لئے برتن منگوایا اُس میں پیشاب کیا۔ اس کے بعد الفاظ حدیث ہیں فمات صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی موت سے کچھ پہلے کا یہ واقعہ ہے۔ حضرت عائشہؓ کی ہی روایت ہے کہ میرے بھائی عبدالرحمٰن آئے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ حضورؐ نے نظر اُٹھا کر دیکھا میں سمجھی حضورؐ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔ مَیں نے ان سے مسواک لے کر اپنے دانتوں سے نرم کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی چنانچہ آپ نے مسواک کی۔

(بخاری باب ما جاء فی مرض النبی)

حضرت سیدہ عائشہؓ کی روایت کی رُو سے آخری الفاظ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے ادا ہوئے وہ تھے اَللّٰھُمَّ بالرّفیق الاعلٰی اللّٰھُمَّ بالرفیق الاعلٰی اور ہاتھ آپؐ کا آسمان کی طرف تھا۔ یہ الفاظ ادا کرتے کرتے حضورؐ کا ہاتھ ڈھلک گیا اور رُوح اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئی۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضورؐ کو سخت کھانسی آئی سُنا تو آپؐ یہ آیت پڑھ رہے تھے مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۝ (مشکوٰۃ)

اِس سے پہلے آپ نے اسامہ بن زیدؓ کو بُلا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور آسمان کی طرف بلند کیا حضرت اسامہؓ کہتے ہیں مَیں سمجھ گیا کہ آپؐ مجھے خدا کے سپرد کر رہے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ بالرّفیق الاعلٰی سے پہلے آپ نے یہ الفاظ بھی فرمائے اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ کہ لوگو نماز کا خیال رکھنا اور عورتوں سے حُسنِ سلوک کرنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت سالم بن عبیدؓ جو اصحابِ صُفّہ میں سے تھے وہ روایت کرتے ہیں کہ بیماری میں حضورؐ پر بیہوشی طاری ہو گئی ہوش میں آئے تو عرض کیا حضور! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ بلالؓ کو کہو اذان دے اور ابوبکرؓ نماز پڑھا دیں۔ یہ فرمایا تو پھر آپؐ پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ پھر آپؐ ہوش میں آئے تو عرض کیا گیا نماز کا وقت ہو گیا ہے فرمایا ہاں۔ بلالؓ کو کہو اذان دے اور ابوبکرؓ کو کہو نماز پڑھا دیں۔ جب حضرت ابوبکرؓ نماز کی امامت کے لئے کھڑے ہوئے تو حضورؐ نے کچھ آرام محسوس کیا۔ آپؐ دُو آدمیوں کے سہارے دروازے سے نکل کر مسجد میں تشریف لے گئے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ باری باری آپؐ نے سات مشکیزے پانی کے اپنے اُوپر ڈلوائے۔ مرض میں کمی محسوس ہوئی تو آپ دُو آدمیوں کے سہارے

مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے حضرت ابوبکرؓ نے پیچھے ہٹنا چاہا تو آپؐ نے اشارہ سے منع فرمایا اور نماز جاری رکھنے کے لئے فرمایا آپؐ نے بیٹھ کر نماز ادا کی۔ ابوبکرؓ آپؐ کی اقتداء کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابوبکرؓ کی۔

امام بخاری کے شاگرد جنہیں خلیفۃ البخاری بھی کہتے ہیں امام ترمذی نے "شمائل" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ایک بہت جامع اور موثر تالیف فرمائی ہے اس میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وصال کے قریب حضورؐ کے قریب پانی کا پیالہ تھا حضورؐ اس میں ہاتھ ڈبوتے پھر اپنے چہرۂ مبارک پر تر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی مُنْکَرَاتِ الْمَوْتِ اَوْ قَالَ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ

(شمائل ترمذی صـ۳۳)

اے اللہ میری مدد فرما کہ بیماری کی یہ شدت مجھے تجھ سے غافل نہ کرے۔ اگر منکرات ہو تو یہ معنے ہوں گے۔ اگر سکرات ہے تو معنے یہ ہوں گے اللہ بیماری کی شدت اور غنودگی میں میری مدد فرما۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:-

لَا اَغْبِطُ اَحَدًا بِهَوْنِ مَوْتٍ بَعْدَ الَّذِیْ رَاَیْتُ مِنْ شِدَّةِ مَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ (شمائل ترمذی صـ۳۳)

مَیں نے حضورؐ کی بیماری کی جو شدت دیکھی اس کے بعد کبھی کسی کی آسان موت پر رشک نہ کروں گی۔

مؤخر الذکر ان دونوں روایتوں پر شارحین نے بحث کی ہے وہ کہتے ہیں کہ بے شک بیماری کے دوران مرض کی شدت تھی لیکن رُوح کے انفصال کے وقت سکون تھا۔ شارحین نے یہ بھی لکھا کہ اگر آسان موت کوئی اعجاز ہوتا تو اس کے سب سے بڑے مستحق ہمارے آقا و مولیٰ ہی تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور پیاروں کو اختیار دیتا ہے کہ چاہو تو اس دنیا میں رہو چاہو ہمارے پاس آجاؤ اور خدا کے پیارے اُسے ہی اختیار کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی نے بھی خدا کی رفاقت کو ہی اختیار فرمایا۔ اس کے پیارے محبوب کی رفاقت کو ہی ترجیح دیتے ہیں لیکن بیماری یا جسمانی عوارض ان کو بھی لاحق ہوتے ہیں لیکن یہ بھی حق ہے جیسے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کی وفات پر فرمایا "آپؐ کی زندگی بھی مبارک تھی اور آپؐ کو موت بھی مبارک آئی" کہ رُوح اپنے پروردگار کو پکارتے پکارتے اس کے حضور حاضر ہوئی جسکی زندگی کا ایک ایک سانس خدا اور اس کی مخلوق کی بھلائی میں صرف ہوُا جس کی زندگی بے داغ، کردار بے مثال، سیرت منفرد تھی۔ جو یہ دعا فرماتے تھے اللہ اس وقت تک زندگی دینا جب تک زندگی بہتر ہو اور اس وقت وفات دینا جب میرے لئے وفات بہتر ہو۔ ان پر خدا کے ہزاروں

سلام۔ خدا کا اُن سے وعدہ تھا وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی آپ کی دوسری زندگی پہلی سے بہتر ہوگی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خوب فرمایا

بخدا میرے آقا خدا آپ پر دو موتیں کبھی جمع نہیں کرے گا

آپ زندہ ہیں اپنے افاضہ، فیضان، اپنی تعلیم اور اپنے کاموں سے۔ یہی وجہ ہے کہ جب بیماری میں آپؐ کی لختِ جگر نے باپ کی مرض کی شدت دیکھی تو کہا واکرب اباہ ہائے میرے ابّا گھبراہٹ۔ تو ارشاد ہوا بیٹی آج کے بعد تیرے باپ کو گھبراہٹ نہ ہوگی کہ اب تو خدا کی رضا اور اس کی جنت الفردوس ٹھکانا ہے۔ اب تو مزید ترقیات کے دروازے کُھل گئے۔ پس اگر کوئی احمق آپؐ کی بیماری کی شدت پر اعتراض کرتا ہے تو وہ غلطی پر ہے وہ آپؐ کے افاضہ اور کامیاب زندگی اور آپؐ کے آثار کو دیکھے کہ رُوحِ محمدؐ ہی ہے جو لوگوں کو زندگی عطا کر رہی ہے۔ اللّٰھم صلّ علیہ واٰلہ وسلم۔

سوموار کو آپؐ کا وصال ہوا منگل کو آپؐ کی تدفین عمل میں آئی۔ آپؐ کی وفات پر جو کچھ حضرت ابوبکرؓ نے کہا وہ تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ آپؐ کی جہاں وفات ہوئی مسجد کے قریب اُسی حجرہ میں آپؐ کی تدفین عمل میں آئی۔ لوگ گروہ در گروہ زیارت کرتے، نمازِ جنازہ ادا کرتے اور رخصت ہو جاتے۔ آپؐ کا جسدِ مبارک وہاں سے باہر کسی جگہ منتقل نہیں کیا گیا۔

---

(اداریہ بقیہ صلا) ایک تازیانۂ عبرت ہے۔ کس طرح اقتدارِ نصرانیت زوال پذیر ہوا۔ کس طرح بال و پرِ دجالیت بریدہ ہوئے

۲۳ مارچ کا یومِ مبارک وہ ساعتِ سعد ہے جس میں عقدِ بیعت باندھنے والے دو ہاتھوں میں ایسا ارتعاش پیدا ہوا جس نے آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا کیا اور ملائے اعلیٰ کی صفوں میں ہلچل مچا دی اور کاتبِ تقدیر کے ازلی ابدی خاکوں کا عنوان بن گیا۔ ان ہاتھوں کے مشن کی تکمیل کا ذمّہ ایک اور ہاتھ نے لے لیا اور اس کے بعد ہر دن انکی عظمتوں کا مینار ثابت ہوتا ہے اور ہر رات ایک روشن تر آفتاب کے طلوع پر منتج ہوتی ہے۔ طاغوتی طاقتوں نے اس ضیائے مرتعش کو بجھانے کی کوشش کی، ابتلاؤں اور حوادث کی تیز ہواؤں نے اس کی چمک کو کم کرنے میں اپنا پورا زور لگایا۔ شپرہ چشم نے اس نور کے انکار پر اپنی طاقت صرف کر دی لیکن آسمان پر یہ قرار پا چکا ہے کہ یہ روشنی ہر بقعۂ عالم کو بقعۂ نور بناتی چلی جائے گی اور زمین کی طاقت میں نہیں کہ اپنے تنوعِ اندازِ ظلمتِ تار سے اس کی روشنی کو روک سکے۔

اے دیدۂ عبرت! یہ تقدیرِ ازلی ہے کہ انوارِ الٰہیہ سے مقتبس شعلہ کبھی فنا نہیں ہوتا وہ ہمیشہ التہاب میں فزوں تر ہو کر شعلۂ جوالہ کی شکل اختیار کرتا چلا جاتا ہے جس کی کرنیں چار سُو ضیا پاشی کرتی ہیں اور بالآخر وہ سارے عالم پر محیط ہو کر اس کو جگمگانے لگتا ہے۔ ۵

ہے یہ تقدیر خداوند کی تقدیروں سے

## يَنْقَطِعُ اٰبَاءُكَ وَيُبْدَءُ مِنْكَ

# وہ میرے ساتھ رہا اسکی وفا دیکھو تو

(مکرم عبد السمیع خان صاحب اُستاذ الجامعہ)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو بھی ابتلاء اور آزمائش کے ان تمام کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا جو خدا کی طرف سے آنے والوں کے لئے مقدر ہوتے ہیں اور جو سونے کو تو کندن بنا دیتے ہیں مگر خود ان کے دامن میں جلن اور ناکامی اور حسرت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی مخالفت اور دشمنی میں ہر طبقہ کے لوگوں اور ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے انسانوں نے حصّہ لیا اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق تکلیف اور دُکھ پہنچانے کا حق ادا کیا مگر ان بہت سی بھڑکائی ہوئی آگوں میں سے ایک بہت تکلیف دِہ آگ وہ تھی جو آپ کے عزیزوں اور اقرباء نے روشن کی تھی اور لمحہ بہ لمحہ اس کی تپش میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ یہ عناد اپنے اندر ایک گہری اذیت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس قسم کے حالات انسان کے گھر کا سکون تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ بیرونی دشمنوں کے وار تو انسان سینے پر لے لیتا ہے مگر جب گھر کے افراد پُشت سے چُھرا گھونپنے لگیں تو دفاع بہت مشکل ہو جایا کرتا ہے مگر خدا اس مخالفت کی آگ میں سے اپنے برگزیدہ کو بسلامت نکال کر اپنی قدرت نمائی اور تائید و نصرت کا عجیب جلوہ دکھاتا ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے قریبی اور دُور کے رشتہ داروں نے حضور کی بے پناہ مخالفت میں نہ صرف حِصّہ لیا بلکہ اندر کے ماحول کو بھٹی بنانے کا کوئی لمحہ ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

حضور شروع سے ہی اپنے مولیٰ سے لَو لگانے والے وجود تھے اِس لئے آپ کے والد صاحب گو آپ کے مادی مستقبل کے متعلق یقیناً فکرمند رہتے تھے مگر حضور کی نیکی اور پارسائی اور زُہد کا ان پر گہرا اثر تھا اور وہ اپنی طرف سے حضور کی ہمدردی میں ہی قدم اُٹھاتے تھے مگر حضور کی نظر میں تو یہ دنیا بذاتِ خود ایک زہریلا سانپ تھی یا ایک اتھاہ گڑھا تھا۔ آپ اپنے مولیٰ کے ساتھ راز و نیاز سے نکل کر اس میں کیوں گرتے مگر

والد صاحب کے مجبور کرنے پر اور اطاعت کے مدِّنظر بادلِ نخواستہ آپ کو کچھ نہ کچھ قدم دُنیا میں رکھنا پڑا۔ آپ کی والدہ محترمہ کی وفات ۱۸۶۸ء میں ہوگئی۔ وہ بھی آپ سے بڑی محبت کرتی تھیں۔ آزمائش کا حقیقی دَور تو آپ کے والد کی وفات کے ساتھ شروع ہوا جو مختلف بھیانک شکلیں بنا بنا کر آپ کے سامنے آتا رہا مگر خدا نے ہر نار کو آپ کے لئے نور بنا دیا اور اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کے تحت آپ کے دشمن رشتہ داروں کو بھی نیست و نابود کر دیا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے والد ماجد کی وفات ۱۸۷۶ء میں ہوئی۔ اس وقت حضور کو خیال آیا کہ آمدنی کے بعض ذرائع تو ان کی ذات سے وابستہ تھے ان کے بعد نہ معلوم کیا کیا اِبتلاء پیش آئیں گے تب خدا نے فی الفور آپ کو تسلّی دی کہ "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" اِس میں گویا تمام قسم کی مخالفتوں اور ابتلاؤں کا ذکر کر کے خدا کی دستگیری کا ذکر بھی فرما دیا۔

گو آپ ابتداء ہی سے خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم اور عنایات کے مورد تھے اور اِس الہام نے یقینی طور پر آپ کا دل مستقلاً ہر غیر سے آزاد کر دیا تھا مگر خدا کی پُر حکمت تقدیروں کے مطابق ابھی آپ کے لئے اقتصادی لحاظ سے ایک شدید دَورِ ابتلاء میں سے گزرنا ضروری تھا اس لئے آپ کے والد کے انتقال کے بعد جونہی آپ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب جانشین ہوئے امتحان کی ایک دوسری منزل شروع ہوئی جو ان کی وفات (۱۸۸۳ء) تک جاری رہی۔

آپ دو بھائی تھے اِس لئے شرعاً اور قانوناً آپ اپنے والد صاحب کی جائیداد کے برابر کے حصّہ دار تھے مگر اپنی بے نفس طبیعت اور دُنیا سے بے رغبتی کی بناء پر نہ تو آپ نے جائیداد تقسیم کروائی اور نہ ہی کبھی اپنا حصّہ مانگا

مرزا غلام قادر صاحب گورداسپور میں ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں ملازم تھے اور اکثر گورداسپور میں رہتے تھے۔ ان کی غیر حاضری میں گھر کے منتظمین آپ کو ادنیٰ ادنیٰ معاملات میں بھی تنگ کرنے میں کوشاں رہتے تھے۔ وہ حضور کو اپنا دستِ نگر سمجھتے اور آپ کے خلاف یہاں تک بائیکاٹ تھا کہ اگر کوئی دوسرا فرد بھی حضور کی خدمت میں کوئی چیز بھجواتا تو وہ اس پر بھی بُرا مناتے تھے۔

مرزا غلام قادر صاحب کی اہلیہ حضور کی سخت مخالف تھیں اور چونکہ گھر کا سارا انتظام انہی کے ہاتھ میں تھا اِس لئے وہ ہر بات میں حضور کو دِق کرنے کی کوشش کرتی تھیں لیکن بعد میں بیوہ ہو کر ۱۹۱۶ء میں حضرت مصلح موعود کی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئیں اور "تائی آئی" کا الہام پورا ہوا۔

یہ زمانہ نہایت درجہ عسرت اور تنگی کا زمانہ تھا لیکن حضور اسے خدائی آزمائش سمجھتے ہوئے اس کی رضا پر راضی رہے اور یہ سارا وقت نہایت صبر و تحمل سے گزارا۔ جو کچھ پہننے کو ملتا عجب شانِ بے نیازی سے پہن لیتے۔ جو کھانا آتا وہ گھر کے خادموں کو دے دیتے اور خود ایک پیسے کے چنے منگوا کر گزارہ کر لیتے۔ اور جب یہ بھی نہ ہوتا تو فاقہ کر لیتے۔ سات سال تک مختلف مظالم کا تختۂ مشق بنے رہے مگر زبان پر حرفِ شکایت نہ لائے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی پہلی شادی آپ کے ماموں مرزا جمیعت بیگ کی لڑکی حرمت بی بی صاحبہ سے ہوئی تھی مگر آپ کو شروع سے ہی ان سے بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضور کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور حرمت بی بی صاحبہ کا میلان انہی کی طرف تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ انکی تمام قابلِ اعتراض سرگرمیوں کے باوجود حضور نے ان کے ساتھ حُسنِ معاشرت میں کبھی فرق نہیں آنے دیا ہاں خصوصی تعلقات ترک کر دیئے تھے۔ ان کا خرچہ حضور کے نکاحِ ثانی کے بعد بھی وسط ۱۸۹۱ء تک انہیں ملتا رہا لیکن جب وہ اپنے بے دین رشتہ داروں کے ساتھ حضور کی مخالفت میں کھُلم کھُلا شامل ہو گئیں تو حضور نے محض دینی غیرت کے تحت ان کو طلاق دے دی۔ طلاق دینے سے پہلے حضور نے مئی ۱۸۹۱ء میں انہیں مخالفانہ سرگرمیوں سے دستکش ہونے کی ہدایت کرتے ہوئے آخری بار انتباہ کیا لیکن انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی چنانچہ مجبوراً حضور کو ان سے قطع تعلق کرنا پڑا مگر اس کے بعد بھی خدمتِ خلق کے تقاضوں کے ماتحت انہیں اپنی نوازشوں سے محروم نہ رکھا اور حسبِ ضرورت ان کی امداد کرتے رہے اور کئی دفعہ حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کے واسطہ سے ان کو مالی فائدہ بھی پہنچایا اور دوا وغیرہ بھی بھجوائی۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے چچازاد بھائی مرزا امام دین اور مرزا نظام دین بھی آپ کی مخالفت میں نہ صرف پیش پیش تھے بلکہ عملی طور پر ہر ممکن ایذا رسانی کے لئے تیار رہتے تھے۔ وہ باہر سے آنے والے حضور کے مہمانوں کو تنگ کرنے اور انہیں واپس بھجوانے کے لئے ہر قدم اُٹھانے کو تیار رہتے تھے۔

مرزا امام دین و مرزا نظام دین وغیرہ کی انگیخت سے قادیان کی پبلک خصوصاً سکھ سخت ایذاء رسانی پر تُلے ہوئے تھے اور صرف باتوں تک ایذا رسانی محدود نہ تھی بلکہ دنگا فساد کرنے اور زدوکوب تک نوبت پہنچی ہوئی تھی لیکن حضرت اقدس کی تعلیم "گالیاں سُنکر دعا دو پاکے دُکھ آرام دو" پر عمل کرتے ہوئے بڑے بڑے معزز احمدی جو کسی دوسرے کی ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے وہ ان لوگوں کے ہاتھوں تکلیف اور ذلّت اُٹھاتے تھے اور دَم نہ مارتے تھے۔

جب ان لوگوں کی بے پناہ اشتعال انگیزی کے باوجود حضور اور آپ کی جماعت نے صبر کا دامن نہ چھوڑا اور بڑے حوصلے کے ساتھ ان تمام شدائد کو برداشت کرتے چلے گئے تو ان لوگوں کے حوصلے اَور بھی

بلند ہوگئے اور انہوں نے حضور کے گھر کے قریب والی بیتِ مبارک کے رستہ میں دیوار کھینچ دی جس سے وہاں آنے والے نمازیوں اور ملاقاتیوں کو شدید تکلیف ہوتی اور انہیں لمبا چکر کاٹ کر جانا پڑتا۔ رابطہ منقطع ہوگیا اور صورتِ حال اتنی نازک ہوگئی کہ حضور قادیان چھوڑ کر کسی اَور جگہ جا بسنے پر غور کرنے لگے۔ حضرت چوہدری حاکم علی صاحب بیان فرماتے ہیں :۔

جب مرزا امام الدین و مرزا نظام الدین بیت مبارک کا راستہ دیوار کھینچ کر بند کرنے لگے تو حضرت صاحب نے چند آدمیوں کو جن میں مَیں بھی تھا فرمایا کہ ان کے پاس جاؤ اور بڑی نرمی سے سمجھاؤ کہ یہ راستہ بند نہ کریں اس سے میرے مہمانوں کو بہت تکلیف ہوگی اور اگر چاہیں تو میری کوئی اَور جگہ دیکھ کر بے شک قبضہ کرلیں اور حضرت صاحب نے تاکید کی کہ کوئی سخت لفظ استعمال نہ کیا جاوے چوہدری صاحب کہتے ہیں ہم گئے تو آگے دونوں مجلس لگائے بیٹھے تھے اور حقّے کا دَور چل رہا تھا ہم نے جاکر حضرت صاحب کا پیغام دیا اور بڑی نرمی سے بات شروع کی لیکن مرزا امام دین نے سنتے ہی غصّہ سے کہا وہ (یعنے حضرت صاحب) خود کیوں نہیں آیا اور مَیں تم لوگوں کو کیا جانتا ہوں۔ پھر طعن سے کہا کہ جب سے آسمانوں سے وحی آنی شروع ہوئی ہے اس وقت سے اسے خبر نہیں کیا ہوگیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں ہم لوگ اپنا سا منہ لے کر واپس آگئے۔ پھر حضرت صاحب نے ہمارے ساتھ اَور بعض مہمانوں کو ملا دیا اور کہا کہ ڈپٹی کمشنر کے پاس جاؤ اور اس سے جاکر ساری حالت بیان کرو اور کہو کہ ہم لوگ دُور دراز سے دین کی خاطر یہاں آتے ہیں اور یہ ایک ایسا فعل کیا جارہا ہے جس سے ہم کو بہت تکلیف ہوگی کیونکہ اللہ کے گھر کا راستہ بند ہوجائے گا۔ ان دنوں میں قادیان کے قریب ایک گاؤں میں کوئی سخت واردات ہوگئی تھی اور ڈپٹی کمشنر اور کپتان پولیس سب وہاں آئے ہوئے تھے چنانچہ ہم لوگ وہاں گئے اور ذرا دُور پیچھے ٹھہر کر آگے بڑھے۔ ڈپٹی کمشنر اس وقت باہر میدان میں کپتان کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا۔ ہم میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور کہا کہ ہم قادیان سے آئے ہیں اور اپنا حال بیان کرنا شروع کیا مگر ڈپٹی کمشنر نے نہایت غصّہ کے لہجہ میں کہا کہ تم بہت سے آدمی جمع ہوکر مجھ پر رُعب ڈالنا چاہتے ہو مَیں تم لوگوں کو خوب جانتا ہوں اور مَیں خوب سمجھتا ہوں کہ یہ جماعت کیوں بن رہی ہے اور مَیں تمہاری باتوں سے ناواقف نہیں اور مَیں اب جلد تمہاری خبر لینے والا ہوں اور تم کو پتہ لگ جائے گا کہ کس طرح ایسی جماعت بنایا کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں ہم ناچار وہاں سے بھی ناکام واپس آگئے اور حضرت صاحب کو سارا ماجرا سُنایا

چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ ان دنوں میں مخالفت کا سخت زور تھا اور انگریز حکام بھی جماعت پر بہت بدظن تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ کوئی سازش کے لئے سیاسی جماعت بن رہی ہے اور بٹالہ میں ان دنوں پولیس کے افسر بھی سخت معاند و مخالف تھے اور طرح طرح سے تکلیف دیتے رہتے تھے اور قادیان کے اندر بھی مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین وغیرہ اور ان کی انگیخت سے قادیان کے ہندو اور سکھ اور غیر احمدی سخت ایذا رسانی پر تلے ہوئے تھے اور قادیان میں احمدیوں کو سخت ذلت اور تکلیف سے رہنا پڑتا تھا اور ان دنوں میں قادیان میں احمدیوں کی تعداد بھی معمولی تھی اور احمدی سوائے حضرت کے خاندان کے قریباً سب ایسے تھے جو باہر سے دین کی خاطر گھر بار چھوڑ کر آئے ہوئے تھے یا مہمان ہوتے تھے۔“

حضور نے وکلاء کے مشورہ سے قانونی چارہ جوئی کی جس کے نتیجہ میں بالآخر خدائی نصرت اور بشارت کے مطابق حضرت اقدس کو مقدمہ میں کامیابی ہوئی اور یہ دیوار گرائی گئی۔ اس پر حضور کے وکیل نے حضور سے اجازت لئے بغیر مرزا نظام الدین صاحب اور مرزا امام الدین صاحب کے خلاف خرچہ کی ڈگری حاصل کرکے قرقی کا حکم جاری کرا دیا۔ جب قرقی کا حکم جاری ہوا تو ان دونوں مرزا صاحبان نے بڑی لجاجت سے حضور کو خط لکھا کہ آپ بھائی ہو کر اس قرقی کے ذریعہ ہمیں کیوں ذلیل کرنے لگے ہیں وہ یوسف کے بھائی بھول گئے تھے کہ ان بھائیوں نے اللہ کے گھر میں جانے والے نمازیوں کی راہ بند کی تھی اور حضور کو ایک قسم کا محصور کرنا چاہا تھا اور اب ان کے پاس قرقی کی بے باقی کے لئے پورا روپیہ بھی نہ تھا لیکن جب حضور کو ان کا یہ خط پہنچا تو آپ نے انہیں فوراً جواب بھجوایا۔

”آپ بالکل مطمئن رہیں کوئی قرقی نہیں ہوگی یہ ساری کارروائی میرے علم کے بغیر ہوئی ہے۔“

اعلیٰ ظرفی اور وسعت حوصلہ کی کیسی عظیم الشان مثال ہے۔

یہی مرزا نظام الدین ایک دفعہ بیمار ہو گئے تو حضور فی الفور ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور ان کے لئے مناسب علاج بھی تجویز فرمایا۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے ایک دن حضور کے سامنے کسی لڑکے سے کہا:

”وہ نظام الدین کا مکان ہے۔“

تو حضور نے فوراً ٹوکا اور نصیحت فرمائی:

”میاں آخر وہ تمہارا چچا ہے اس طرح نام نہیں لیا کرتے۔“

روشنی اور تاریکی کا فرق کتنا واضح ہے۔

وبضدھا تتبین الاشیاء

حضور کے یہ چچازاد بھائی محض سینہ زوری سے حضور کے بعض مملکات سے حضور کو محروم کرنا چاہتے تھے اور حضور فساد سے بچنے کے لئے رُک جاتے تھے۔ ایک دفعہ حضور نے اپنی ملکیتی ایک خالی زمین میں کچّا مکان تعمیر کرنا چاہا۔ جب مزدور کام کرنے لگے تو مرزا امام الدین اپنے چند رفیقوں کے ساتھ آگیا اور تعمیر روک دینے کے لئے کہا اور گالی گلوچ اور فساد پر آمادہ ہوگیا۔ حضور کو اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا تعمیر بند کردو اور فساد نہ کرو۔

امرِ واقعہ یہ ہے کہ مرزا نظام الدین، مرزا امام الدین اور ان کے لگے بندھے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین مخالف تھے اور حضورِ اکرمؐ کی شان میں گستاخانہ کلمات بلکہ گندی گالیوں کا استعمال ان لوگوں کا عام شیوہ ہوچکا تھا۔ جب خدا نے حضور کو خلعتِ ماموریت سے سرفراز فرمایا تو یہ ظالم آپ کے خلاف پوری قوّت سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور نہ صرف آپ کو مکّار اور فریبی قرار دیا بلکہ خدا کا بھی انکار کیا اور کہا کہ قرآن تو محمد کی تصنیف ہے اور قرآن کو بے دردی سے اپنے پاؤں تلے روند کر بے حرمتی کی۔ پھر لیکھرام کو قادیان بُلا کر لے آئے اور سخت فتنہ کھڑا کیا اور اگست ۱۸۸۵ء میں اخبار چشمۂ نور امرتسر سے آپ کے خلاف ایک انتہائی دلآزار اور زہریلا خط بھی شائع کیا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے خلاف بدزبانی کرتے ہوئے خاص اپنی ذات کے متعلق نشان نمائی کا مطالبہ کیا۔ حضور یہ سب حالات دیکھ کر خدا کے حضور سجدہ ریز ہوئے تو خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ عظیم الشان بشارت عطا فرمائی کہ

يَنْقَطِعُ اٰبَاءُكَ وَيُبْدَءُ مِنْكَ

تیرے باپ دادوں کا ذکر منقطع ہوجائے گا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا۔

پھر فرمایا "تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہوجائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بَلا پر بَلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابُود ہوجائیں گے۔ ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔"

ان لوگوں نے خدا کے رحم کو آواز نہ دی اور تباہ و برباد ہوگئے۔ جس وقت حضور نے دعوٰی کیا تھا آپ کے خاندان میں ستّر کے قریب مرد تھے لیکن اب ان کے سوا جو حضور کی جسمانی یا رُوحانی اولاد ہیں ان ستّر میں سے کسی ایک کی بھی اولاد موجود نہیں۔ اور آپ کی وہ اولاد جو آپ کے روحانی گھر میں رہائش پذیر ہوئی وہ آج ہزاروں کی تعداد میں ہے اور دن بدن پھل پھُول رہی ہے اور آپ کی طرف منسوب ہونے میں فخر محسوس کرتی ہے اور آپ کی روحانی اولاد تو کروڑ سے اوپر نکل گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی اور حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا زندہ ثبوت ہے ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت ؎ اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

# شذرات

## دِل ہمارے ساتھ ہیں......

ایک صاحب کا سوال: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیّین کب سے تسلیم کیا جائے ولادتِ مبارکہ سے؟ آیت "ما کان محمّدٌ ابا احد ....." کے نزول کے وقت سے یا حضورؐ کی وفات کے بعد سے؟ مقصد یہ ہے کہ وحیِ الٰہی کا انقطاع اور حضورؐ کا خاتم النّبیّین ہونا کب سے شمار ہونا چاہیئے۔ دلیل قرآن پاک کی آیتِ مبارکہ سے ہو کیونکہ خدا کا کلام خطا سے پاک ہے۔

مولانا عزیز زبیدی صاحب کا جواب: جب آیت خاتم النّبیّین نازل ہوئی اُس وقت سے ہم آپ کو خاتم النّبیّین تصوّر کرنے کے پابند ہیں کیونکہ اسی وقت سے ہمیں بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ آپ کی نبوّت کی یہ حیثیت ہے ہاں اگر احادیث میں اس سے پہلے کے لئے بھی آپ کے ختمی مرتبت ہونے کا ذکر آیا ہو تو اسے ہم آپ کی جامعیت اور برتری کے اظہار کے لئے ایک اسلوبِ بیان تصوّر کریں گے ورنہ اگر عالمِ ارواح میں ختمی مرتبت کا تصوّر اس سے کشید کیا گیا تو بعد میں انبیاء کی تشریف آوری کا سلسلہ غیر ضروری اور بے محل ہو جائیگا۔

(رسالہ محدّث ماہِ ستمبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۱۹، ۲۰)

## ہوش کر اے دیدۂ عبرت نگاہ!

"واذا خرج ھٰذا الامام المھدی فلیس لہٗ عدوٌّ مبین اِلّا الفقھاء خاصة فانّہٗ لا یبقٰی لھم رسالة ولا تمیز عن العامّة۔"　(فتوحاتِ مکیہ جلد ۳ صفحہ ۳۱۴)

جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو ان کے لئے کُھلا کُھلا دشمن علماء خاصہ سے بڑھ کر اَور کوئی نہ ہوگا کیونکہ ان کا اثر و رسوخ جاتا رہے گا اور نہ ہی عوام سے امتیاز ہوگا۔

"مہدی اپنے احکام و فیصلوں میں علماء زمانہ کے خیالات کی مخالفت کرے گا جس سے وہ ناراض ہوں گے۔"

(النجم الثاقب جلد ۱ صفحہ ۸۶)

"ہو سکتا ہے کہ علماء ظواہر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِجتہادات کی اپنے ماخذ کے کمال اور دقیق ہونے کی وجہ سے مخالفت کریں اور ان کو کتاب و سُنّت کے مخالف سمجھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حال امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ہے کہ پرہیزگاری اور تقویٰ کی برکت اور سُنّت کی متابعت کی دولت سے اجتہاد اور استنباط کے نہایت بلند درجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ دوسرے لوگ اس کے سمجھنے سے بھی قاصر ہیں اور دقّتِ معانی کی وجہ سے ان کے اِجتہادات کو کتاب و سُنّت کے مخالف سمجھتے ہیں اور ان کو اور ان کے اصحاب کو "اصحاب الرائے" کہتے ہیں اور یہ سب کچھ ان کے علم اور درایت کی حقیقت اور ان کے فہم پر مطلع نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔"

(مکتوبات امام ربّانی مترجم حصّہ ہفتم دفتر دوم صـ۳۲)

"دیندار علماء بلاشُبہ بہت کم ہیں جن کے دلوں سے مرتبہ اور سرداری کی محبت نکل چکی ہو اور جن کا مطلب و مدعا اس کے سوا کچھ نہ ہو کہ شریعت کی ترویج اور ملّتِ اسلام کی تائید و تقویت ہو۔ طلبِ جاہ کی صورت میں ان علماء میں سے ہر ایک الگ الگ پہلو اختیار کرے گا اور اپنی فضیلت اور بزرگی کا اِظہار کرے گا اور اِختلافی باتیں درمیان میں لائے گا اور اس رَوش کو بادشاہ کی نزدیکی کا ذریعہ بنائے گا۔ اس صورت میں تبلیغِ دین کی مہم ابتری اور خرابی کا شکار ہوگی۔ گذشتہ زمانے میں بھی علماء کے اختلافات عالمِ اسلام کو بلا اور فتنے میں مبتلا کر چکے ہیں ایسی ہی صورت اب بھی درپیش آسکتی ہے۔ اِس طرح دین کی ترویج کیا ہوگی۔ اُلٹی دین کی تخریب ہوگی۔ اللہ سُبحانہٗ کی اس سے پناہ! اور علماءِ سُوء کے فتنے سے بھی خدا کی پناہ!"

(مکتوبات امام ربّانی مترجم دفتر اوّل حصہ دوم صـ۵۳)

"علماء وقت کہ خوگر تقلید و اقتداء آباء خود باشند گویند این مرد خانہ برانداز دین و ملّت ماست بمخالفت برخیزند و بحسب عادت خود حکم تکفیر و تضلیل وی کنند۔" (حجج الکرامہ صـ۳۶۳)

یعنی علماءِ وقت جو کہ اپنے آباء و اجداد کے رسم و رواج کی تقلید کے دلدادہ ہیں کہیں گے یہ شخص ہمارے مذہب و ملّت کو تباہ کرنے والا ہے اور مخالفت پر اُٹھ کھڑے ہوں گے اور سُنّتِ مستمرّہ کے تحت اس امام کی تکفیر و تضلیل کریں گے۔

"علماء اس کے قتل کے فتوے دیں گے اور بعض اہلِ دُول اس کے قتل کے لئے فوجیں بھیجیں گے اور تمام نام کے ہی مسلمان ہوں گے۔" (الصراط السوی صـ۵۰۳)

## جن پہ تکیہ تھا......

"آج جمعیت علمائے پاکستان سرگودھا کے ہنگامی اجلاس میں تمام عہدیداروں نے تنظیم سے مستعفی ہونے کا

فیصلہ کیا۔ انہوں نے ایک پریس ریلیز میں بتایا کہ جمعیت کے مرکزی قائدین نے نظامِ مصطفٰے کے نفاذ کے لئے کوئی قابلِ ذکر کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کیا اور محض اپنی سیاست کو چمکانے کی کوشش کی۔"

(نوائے وقت ۲۸ر جنوری ۱۹۸۶ء)

## اِعترافِ حقیقت

عنوان "عیاری ہی عیاری" کے تحت پروفیسر محمد سلیم صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

" ہمارے دین نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ منافق کافر سے بھی بدتر ہوتا ہے۔ کھُلا کافر ہونا اتنا بُرا نہیں جتنا منافق ہونا بُرا ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں منافقت عروج پر ہے کہ نہ یہاں خالص مسلمان ملتا ہے نہ خالص کافر۔ بلند بانگ دعوے دونوں جانب سے کئے جاتے ہیں لیکن قریب جاؤ تو دونوں جگہ منافقت کارفرما نظر آتی ہے حضرت اکبر الہ آبادی نے اس قسم کے لیڈرانِ کرام کے بارے میں کہا تھا ؎

بظاہر بھا براق راہ عرفاں ✤ چوں دم بردا شتم "لیڈر" برآمد

یعنی حضرت صاحب کے دعوے بڑے بلند بانگ تھے اپنے آپ کو راہِ عرفاں کا براق بتاتے تھے لیکن جب ہم نے دُم اُونچی کرکے دیکھا تو نیچے سے لیڈر نکل آئے۔" (روزنامہ نوائے وقت ۱۶ر فروری ۱۹۸۶ء)

## بِلا تبصرہ

صاحبزادہ سیّد احمد حسین ترمذی صاحب زیرِعنوان " دَورِ حاضر کے مسائل اور علماء کا کردار" لکھتے ہیں:۔

"... مگر اس کے برعکس ایک گروہ علماءِ سُو کا بھی رہا جو اپنی سیاسی اور ذاتی ضروریات اور خواہشات کی تکمیل کی غرض سے دینِ متین میں نت نئی حجتیں پیدا کرتا رہا۔ مخلص مذہبی رہنماؤں پر فتوٰی کی بوچھاڑ کرتا رہا۔ اسلام کے شیدائیوں پر تلواروں سے یلغار کراتا رہا.... اور تاریخ اسلام گواہ ہے کہ انہی علماءِ سُو کے منفی کردار کی وجہ سے مسلمانوں میں فروعی اختلافات طُول پکڑتے گئے اور فرقہ پرستی کی وبا اتنی پھیل گئی کہ مسلمان فریضۂ جہاد بھول گئے..... یہی وجہ ہے کہ دَورِ حاضر کا نوجوان ان کے اِس کردار کی وجہ سے بدظن ہے کہ وہ ایک دوسرے کی کردار کُشی میں مصروف ہیں۔ اسلام کی حقیقی تعلیم کی بجائے ایک دوسرے پر کفر و شرک کے فتووں کی بوچھاڑ کی جا رہی ہے۔ فرقہ واریت کا بازار گرم ہے کبھی شیعہ اور سُنّی کو آپس میں لڑایا جاتا ہے کبھی دیوبندی اور بریلوی کو۔

افسوس تو اِس بات کا ہے کہ فحاشی اور عریانی کے خلاف عملی جہاد کے موضوع پر اور اصلاحِ معاشرہ

کے لئے ان حضرات کے بیانات کم اور فروعی باتوں کے متعلق تقاریر زیادہ سامنے آرہی ہیں ... میں فرقہ واریت کو ہوا دینے والے نام نہاد "ملاؤں" اور خود ساختہ "علاموں" سے یہ ضرور سوال کرتا ہوں کہ تم نے معاشرے کو سود سے بچانے، رشوت ستانی کی لعنت سے پاک کرنے اور بدکاریوں کے خاتمہ کے لئے کونسا متحدہ تبلیغی پروگرام بنایا ہے جس کے لئے دورِ حاضر کا نوجوان حکومت کو بھی عملدرآمد پر مجبور کر سکے۔

... اگر کوئی خطیب صرف اپنا مسلک بیان کرے تو ہمیں اس سے کوئی کلام نہیں افسوسناک بات تو یہ ہے کہ اپنے مسلک اور عقیدے کی آڑ میں دوسرے لوگوں پر کفر و شرک اور بدعت کے فتوے لگائے جا رہے ہیں۔"

## نظرِ بصیرت

قوم کن مرحلوں سے گذری ہے
بدحواسی سے بدحواسی تک
اُلٹے پاؤں سفر کیا ہم نے
سن ستتر سے سن پچاسی تک

رئیس امروہوی
(جنگ ۱۹ردسمبر ۱۹۸۵ء)

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمد ﷺ پہ اجارہ تو نہیں

کنور مہندر سنگھ بیدی
(جنگ ۱۷رجنوری ۱۹۸۶ء)

فہرست وعدہ جات وقفِ جدید زیادہ سے زیادہ ۳۱ مارچ تک مرکز میں ارسال فرمائیں۔
(قائد وقفِ جدید)

# رہتا نہیں ہے حق کبھی ظاہر ہوئے بغیر

(بشکریہ ہفت روزہ المنبر ص۴ شمارہ ۵ تا ۲۰ جنوری ۸۶ء)

## عُشّاقِ حق کے عزم و ثبات کی آزمائش

اصحابِ کہف کو اگر اپنے عہد کے ضلالت و طغیان سے درماندہ ولاچار ہو کر پہاڑ کی غاروں میں پناہ لینی پڑے، تو گو وہ عہد جا چکا ہے لیکن اس عہد کی ضلالت و طغیان اِس دُنیا سے رخصت نہیں ہوئی ہے۔ آج بھی عُشّاقِ حق کے عزم و ثبات کے لئے ایک ویسی ہی آزمائش درپیش ہے۔ آج بھی ظلم کی حکومت ہے، بُطلان و فساد کی حکمرانی ہے، جور و طغیان کا دَور دَورہ ہے اور اصحابِ کہف کی بستی کی طرح صرف ایک قطعۂ اراضی نہیں بلکہ تمام کُرۂ ارضی کی خشکی و تری حق و عدالت سے محروم ہوگئی ہے اور خدا کی زمین پر اس کے مظلوم و درماندہ بندوں کے لئے کوئی گوشۂ امن و عافیت باقی نہیں رہا ہے۔ "ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ"[۴۲] گویا زمین کی تمام پچھلی نامرادیاں لوٹ آئی ہیں، اور تاریخِ عالم کی ساری گزری ہوئی شقاوتیں ایک ایک کر کے پلٹ رہی ہیں، سرزمینِ اصحابِ کہف کا جبر و طغیان، فراعنہ مصر کا ظلم و استبداد، نمارِدۂ کُلدان کا غرور و تمرّد، اصحابِ مدین کا انکار و اِعراض، قومِ عاد کا فِسق و عدوان، یہ سب کچھ بیک ظرف و زمان جمع ہو گیا ہے۔"

(مولینا ابوالکلام آزادؔ)

# رپورٹ سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ ضلع کراچی

## منعقدہ ۱۱؍اکتوبر ۱۹۸۵ء (جمعۃ المبارک)

(مکرم عبدالرشید صاحب سماٹری نائب ناظم عمومی و اشاعت مجلس انصاراللہ ضلع کراچی)

مورخہ ۱۱؍اکتوبر ۱۹۸۵ء بروز جمعۃ المبارک بیت الحمد مارٹن روڈ کراچی میں صبح ۹ بجے تا شام ۶ بجے مجلس انصاراللہ ضلع کراچی کا ایک روزہ سالانہ تربیتی اجتماع منعقد ہوا جس کا افتتاح مکرم شمیم احمد خالد صاحب نمائندہ امیر جماعتِ احمدیہ کراچی نے فرمایا۔ اِس اجتماع کے کل چار اجلاسات ہوئے جن کی صدارت درج ذیل بزرگان نے فرمائی:-

پہلا اجلاس : مکرم شمیم احمد خالد صاحب نمائندہ امیر کراچی

دوسرا اجلاس : " مولوی عبدالمجید صاحب صدر حلقہ مارٹن روڈ

تیسرا اجلاس : " نعیم احمد خان صاحب ناظم ضلع کراچی

چوتھا اجلاس : " مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب ایڈووکیٹ قائمقام امیر کراچی

مکرم خالد صاحب نے تلاوت کے بعد انصار سے اُن کا عہد دہرایا۔

چاروں اجلاسات میں تلاوت اور نظم کے بعد مربیانِ کرام اور انصار بزرگان نے مختلف موضوعات پر ایمان افروز تقاریر فرمائیں۔ درس قرآن کریم، درس حدیث اور درس ملفوظات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے علاوہ پانچ مجالس کے زعماء اعلیٰ نے اپنی سالانہ رپورٹس پڑھ کر سنائیں۔

**مقابلہ میوزیکل چیئرز:**- کھانے سے قبل دوپہر بارہ بجے انصار کے مابین میوزیکل چیئرز کا دلچسپ مقابلہ ہوا۔

**محفلِ سوال وجواب:**- چائے کے وقفہ سے قبل شام تین بجے اجلاس سوم میں سوال وجواب کی محفل منعقد ہوئی۔ انصار نے تحریری سوالات کئے۔ سوالات کے جوابات مربیانِ کرام کے علاوہ محترم مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب ایڈووکیٹ قائمقام امیر جماعتِ احمدیہ کراچی نے بھی دیئے۔ یہ محفل کافی دلچسپ رہی۔ وقت کی کمی کی وجہ سے تمام سوالات کے جوابات نہ دیئے جا سکے۔

فی البدیہہ تقریری مقابلہ :۔ یہ مقابلہ انصار کے درمیان چوتھے اجلاس میں منعقد ہوا۔ جس میں ۱۱ انصار نے شرکت کی۔ تقریر کا وقت صرف چار منٹ دیا گیا۔ اِس مقابلہ میں مکرم کوثر باجوہ صاحب نے اوّل اور مکرم مرزا محمد حسین صاحب نے دوم انعام حاصل کیا۔

اختتامی تقریب :۔ چوتھے اجلاس کے اختتام سے قبل مکرم چوہدری شریف احمد صاحب وڑائچ نائب ناظم مجلس انصار اللہ ضلع کراچی نے ضلع کراچی کی مساعی کی نو ماہ کی رپورٹ (جنوری تا ستمبر ۸۵ء) پڑھ کر سنائی۔ بعدۂ مکرم قائمقام امیر جماعتِ احمدیہ کراچی نے اوّل، دوم آنے والے انصار کو انعامات تقسیم فرمائے۔ آخر میں مکرم نعیم احمد خان صاحب نے محترم قائمقام امیر صاحب، عہدیداران اجتماع و ضلع اور جملہ انصار کا شکریہ ادا فرمایا۔ بعدازاں مکرم قائمقام امیر صاحب کراچی نے اجتماعی دعا کروائی۔ اِس طرح یہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا۔

اِس اجتماع میں کل ۳۷۶ انصار، ۷۷ خدام اور ۵۶ اطفال نے شرکت کی۔

# مجالسِ انصار اللہ کی نئی ذمہ داری

## تحریکِ جدید — دفتر چہارم — نئے وعدہ کنندگان

### ساہیوال شہر و کراچی سرِ فہرست ہیں

تحریکِ جدید کے دفتر چہارم میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق مجلس انصار اللہ نے چودہ ہزار مزید نئے وعدہ کنندگان شامل کرنے ہیں۔ پاکستان بھر کی مجالس انصار اللہ میں کام جاری ہے جو ابتدائی رپورٹس مرکز میں موصول ہوئی ہیں۔ ان کے مطابق مجلس ساہیوال شہر نے ۱۸۲ اور کراچی کی مجالس صدر، ناظم آباد، مارٹن روڈ اور ڈرگ روڈ نے کل ۸۷۸ نئے وعدہ کنندگان شامل کئے ہیں اور ابھی کام جاری ہے۔

احبابِ جماعت سے اِن مجالس کے کارکنان اور وعدہ کنندگان کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے اور اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔

دیگر مجالس بھی اپنی کارگزاری کی رپورٹس جلد بھجوائیں۔

(قائد تحریکِ جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

# تعلیمی پروگرام برائے انصار اللہ سہ ماہی اوّل ۱۹۸۶ء

۱۔ سہ ماہی اوّل ۱۳۶۵ہش/۱۹۸۶ء کے دوران تمام انصار صبح تلاوتِ قرآن کریم کے بعد تفسیر کبیر جلد سوم کے دو سے تین صفحات کا مطالعہ کریں گے۔

۲۔ نیز مطالعہ کتب حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پروگرام کے تحت کتاب "مسیح ہندوستان میں" اور کتاب "سبز اشتہار" زیرِ مطالعہ رکھیں گے۔

۳۔ پہلا مرکزی امتحان سہ ماہی اوّل ۲۳؍امان/مارچ کو منعقد ہوگا۔ اِس کے لئے مندرجہ ذیل نصاب مقرر ہے:۔

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۲۶ ربع دوم وچہارم
۲۔ "اِسلامی اصول کی فلاسفی" پہلا تہائی حصّہ
۳۔ کتاب "اِسلام کا اقتصادی نظام" پہلا تہائی حصّہ
۴۔ کتاب "بنیادی نصاب" پہلا تہائی حصّہ

تمام زعماء وزعماء اعلیٰ اور ناظمینِ کرام سے درخواست ہے کہ مجوّزہ تعلیمی پروگرام سے تمام انصار کو آگاہ فرماویں تاکہ زیادہ سے زیادہ انصار مرکزی پروگراموں سے مستفیض ہوسکیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

# ضروری اِعلان

ایسے احمدی احباب جو شوقیہ یا بطور پیشہ فوٹوگرافی یا وڈیوگرافی کرتے ہوں یا سلائیڈز تیار کرنے کا تجربہ رکھتے ہوں وہ اپنے کوائف اور مکمل پتہ سے خاکسار کو مطلع فرماکر ممنون فرماویں۔ اِس امر کی بھی اطلاع دیں کہ کیا آپ کا اپنا سٹوڈیو ہے یا کسی کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

## بچوں کا صفحہ

# آپ کا وعدہ

پیارے بچو! گذشتہ شمارہ میں یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ جب بھی اطفال اپنا وعدہ دہرائیں تو الفاظ محض حلق تک نہ رہیں بلکہ وہ بولنے کے ساتھ ساتھ دل میں اُترتے چلے جائیں عملی زندگی کا نکھار بنیں، سیرت و کردار کا سنگھار بنیں تا ہر احمدی طفل احمدیت کی جیتی جاگتی تصویر بن جائے۔

پیارے بچو! آپ کے وعدہ کے آغاز میں کلمۂ شہادت دہرایا جاتا ہے اس کا دوسرا حصّہ ہے:-

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ میرے پیارے آقا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

"عبد" غلام کو کہتے ہیں جس کا اپنا کچھ نہ ہو بلکہ سب کچھ مالک کا ہو۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن سے ہی اِس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کوئی چیز بھی وجود میں نہیں آسکتی جب تک کہ خدا تعالیٰ کا نور اس میں جلوہ گر نہ ہو اپنی زندگی اپنے پیارے مالک کے ہاتھ میں دے دی اور کمال وفاداری دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے انوار اپنے اندر جذب کرتے چلے گئے۔ دِل کو اِس طرح چمکایا کہ خدا تعالیٰ کا کامل حُسن آپ کے آئینۂ دل میں اُتر آئے۔ آپؐ کا بچپن تمام اطفالِ احمدیت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ نیکی سے محبّت، بدی سے پرہیز، لغو باتوں سے کنارہ کشی، بچگانہ حرکات سے پاک، دل میں ایک ہی سچائی کی لگن، ایک ہی نور کی تڑپ، یہی تڑپ تھی جو حضرت جبرائیل کو عرش سے کھینچ لائی جنہوں نے اِس دنیا کے اعلیٰ ترین بچے کا سینہ چاک کیا اور دل نکال کر معرفتِ الٰہی کے صاف پانی سے دھویا۔

وہ پیارا بچہؐ! (میرے ماں باپ اور میری جان اس پر فدا ہو) باپ کی شفقت اور نگرانی، ماں کی ممتا اور اس کی آغوشِ تربیت سے محرومی کے باوجود ایسے رنگ میں اپنی زندگی کو ڈھالتا ہے کہ خاندان کے بڑے بڑے بزرگ ان سے تربیت کے انداز سیکھتے ہیں۔ ان کے گرویدہ ہو جاتے ہیں اور ان کی امانت، دیانت اور سچائی کے گُن گانے لگتے ہیں۔

وہ پیارا بچہؐ! (ان پر لاکھوں درود و سلام ہو) اپنی خوبیوں اور کمالات کی وجہ سے دُنیا کی نظروں کا تارا بنتا ہے۔ بڑے بڑے راہب آپ کی نورانی پیشانی میں نبوّت کی جھلک محسوس کرتے ہیں۔ کم عمری میں ہی

خدا تعالیٰ سے ایسا پیار کہ جس پر سارے رشتے قربان۔

پیارے بچو! وہ پاک ذات خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہوتی گئی اور محبت و پیار کے سمندر میں غرق ہوتی رہی یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو کر ہمیشہ کے لئے زندہ حقیقت بن گئی اور اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک کہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کا اقرار نہ کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی پہچان ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے ہوئی ہے۔

پیارے احمدی اطفال! جب ہم "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ" کہیں تو ہمارے روئیں روئیں کو اس گواہی پر لبیک کہنا چاہیئے۔ ہمارے جسم کے ذرّہ ذرّہ میں اس محبوب آقا کی محبت رچ بس جائے۔ ہمارے دلوں میں اسی پیارے کی تصویر سجی ہو۔ اس عزیز ترین وجود پر درود بھیجنا ہماری روحوں کی غذا ہو۔ سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش ÷ محمدؐ ہست بُرہانِ محمدؐ

کہ اگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل کا خواہاں ہے تو تُو اس کا عاشق صادق بن جا۔ اور اس کی حسین تصویر کو اپنے دل میں اُتار لے، وہی اُسوۂ حسنہ اختیار کر، وہی رنگ اپنے اوپر چڑھا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں فنا ہو جا کیونکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان اسی میں ہے کہ ان کی کامل پیروی کے نتیجہ میں ان کی ذات والاصفات کا مظہرِ اتم بنا جائے۔

سو پیارے احمدی بچو! اپنے وعدہ کا پاس کرتے ہوئے اپنے دلوں کو دُنیاوی غلاظتوں سے پاک کرو انہیں معرفتِ الٰہی کے چشمہ سے پانی پلاؤ، سچ کو اپنا زیور بناؤ، عبادت کا ایسا حق ادا کرو کہ خدا تعالیٰ پیار کی نظر کرتے ہوئے تم میں اس طرح اُتر آئے جس طرح محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بچپن میں ہی اُتر آئے تھے اور تمہارے ذرّہ ذرّہ کو چمکا دے، رُوح و جان اس پیارے راہنما پر فدا ہونے کے لئے بیقرار ہو جائے اور دل کی گہرائیوں سے ہر آن اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کی ایسی گونج پیدا ہو جو فضاؤں کو چیرتی ہوئی عرش تک پہنچ جائے۔

> "میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے اس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبتِ الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا اُنس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبتِ الٰہی کی ایک خاص تجلّی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

"پس میں احمدیوں سے یہ کہتا ہوں کہ اُٹھو نمازیں پڑھو یہی تمہارے ہتھیار ہیں تم ان رُوحانی ہتھیاروں کو استعمال کرو۔ پہلے سے بڑھ کر خدائی عبادتوں میں شغف دکھاؤ۔ پہلے سے زیادہ بڑھ کر ان عبادتوں میں اپنے دلوں کو نرم کرو، اپنی رُوحوں کو گداز کرو اور خدا کے حضور گریہ کا شور مچادو۔ خدا کے حضور اپنی عاجزی اور درد کی حالت اور بیکسی کی حالت کو پیش کرو اور پھر دیکھو کہ خدا کی قسم حضرت مسیح موعود کا یہ الہام ہمارے حق میں پُورا کر کے دکھایا جائے گا

آؤ اُٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کے نمونے دیکھیں"

(سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

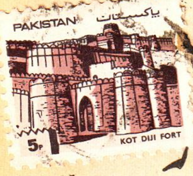
# پیارے آقا کا محبّت بھرا اسلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے

اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبّت بھرا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہتے ہیں:-

ضمیمہ

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ




ایڈیٹر: مرزا محمد الدین ناز

مارچ ۱۹۸۶ء

# مالی قربانیوں اور لین دین کے معاملات میں تقوے کی جڑ پر نظر رکھو

## ...ں [illegible] کی طرف دوڑو جس کی جڑیں زمین میں پیوست اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں

## ...نے معاملات خدا سے درست کرو تمہارے دوسرے معاملات خود بخود درست ہونے لگیں گے

### ...یت الفضل لنڈن میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ فروری کا خلاصہ

لندن ۔ ۲۸ فروری ۔ آج یہاں بیت الفضل میں نماز جمعہ ...دنا و امامنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے پڑھائی اور نماز سے ... خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں حضور نے لین دین کے معاملات اور ... امور میں تقویٰ کو ہر لحظہ مدنظر رکھنے کی تلقین فرمائی۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ الطلاق کی ...یات ۳، ۴ کی تلاوت فرمائی۔ بعد ازاں حضور نے فرمایا کہ حضرت اقدس ...انی سلسلہ عالیہ احمدیہ تقویٰ کے موضوع پر ایک نظم لکھ رہے تھے۔ ...ب آپ اس مصرع پر پہنچے کہ "ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے" تو معاً الہام ہوا "اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے"۔ حضور نے فرمایا یہ ایک بہت ہی گہری حکمت کی بات ہے کہ تقویٰ کی جڑ اگر رہے تو سب کچھ رہتا ہے۔ قرآن کریم اس مضمون کو یوں بیان فرماتا ہے:- اصلها ثابت وفرعها فی السماء کہ مومن کی زندگی کا پاکیزہ درخت ایسا ہوتا ہے کہ اس کی جڑ زمین میں نہایت گہری پیوست ہوتی ہے، اتنی گہری کہ اگر اس درخت کے وجود کی شاخیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں تب بھی وہ جڑ نہیں ہلتی۔ مومن کی ساری روحانی زندگی کا دارومدار

(باقی صہ ۴ پر)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ضمیمہ ماہنامہ ربوہ

# انصار اللہ

ایڈیٹر:- مرزا محمد الدین ناز

۰ امان — ۱۳۶۵ ہش

۰ مارچ — ۱۹۸۶ء

—مدیران اعزازی—

-۰ ملک صلاح الدین صاحب بھارت

-۰ مبارک احمد صاحب ساقی لنڈن

-۰ کمال یوسف صاحب سکنڈے نیویا

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم    پرنٹر:- سید عبد الحی

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۴۸۳

قیمت ... ایک روپیہ

## — صحت کی اطلاع —

-۰ ربوہ ۱۱ر مارچ - حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ
" طبیعت بفضل خدا پہلے سے بہتر ہے "

احباب کرام توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت بیگم صاحبہ موصوفہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور لمبی عمر سے نوازے۔ آمین

-۰ مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ ساہیوال اور مکرم نعیم الدین صاحب اسی طرح مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب قریشی و مکرم رفیع احمد صاحب قریشی (سکھر) کے لئے احباب خصوصیت کے ساتھ اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں۔

## خصوصی درخواست دعا

(از مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب)

مکرم صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب ابن حضرت مرزا بشیر احمد صاحب چند روز تک انگلستان روانہ ہو رہے ہیں جہاں ان کا دل کا اپریشن اس ماہ کے آخر میں ہونا متوقع ہے۔

احباب جماعت سے ان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا یہ آپریشن کامیاب فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے اور شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین۔

---

## ناظمین اطفال متوجہ ہوں

شعبہ خدمت خلق مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کے تحت مورخہ ۲۵ تا ۳۱ مارچ ہفتہ خدمت خلق منایا جا رہا ہے۔ اس کا سرکلر آپ کی خدمت میں ارسال کیا جا چکا ہے۔ اس ہفتہ میں اہم کام یہ ہے کہ بک بینک قائم کیا جائے جس میں طلباء سے پرانی کتب لے کر مستحق طلباء میں تقسیم کی جائیں اور اس کی مفصل رپورٹ ارسال کریں۔

(سیکرٹری خدمت خلق مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

---

— ملفوظات سیدنا حضرت اقدس بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ —

# دُعا ایک ایسا ہتھیار ہے کہ انہونے کام بھی اس سے ہو جاتے ہیں

## خُدا قادرِ مطلق ہے سننے اور قبول کرنے والا ہے اس کے لئے کوئی بات بھی انہونی نہیں

"انسان جب تک اپنی خواہشات ارادوں اور علموں کو ترک کر کے خدا میں فنا نہ ہو جاوے اور خدا کی قدرت کاملہ اور قادرِ مطلق ہونے اور سننے اور قبول کرنے والا ہونے پر یقین کامل اور پورا وثوق نہ رکھتا ہو تب تک دعا بھی ایک بے حقیقت چیز ہے۔ فلسفیوں کو کیوں قبولیتِ دعا پر ایمان نہیں ہوتا۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ ان کو خدا کی وسیع قدرتوں اور بار یک در بار یک سامانوں کے پیدا کر دینے والا ہونے پر ایمان نہیں ہوتا اور وہ خدا کی قدرت کو محدود جانتے ہیں اور اپنے تجارب اور علوم پر ہی بھروسہ کر بیٹھتے ہیں۔ ان کو اپنے تجارب کے مقابلہ میں یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ خدا بھی ہے اور وہ بھی کچھ کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات بعض سخت مہلک امراض میں وہ لوگ یقینی اور قطعی حکم لگا دیتے ہیں کہ یہ شخص بچ نہیں سکتا یا اتنے عرصے میں مر جاوے گا۔ یا اس طرز سے مرے گا۔ مگر بیسیوں مثالیں ایسی خود ہماری چشم دید ہیں اور بعض کو ہم جانتے ہیں جن میں باوجود ان کے یقینی اور قطعی حکم لگا دینے کے خدا تعالے نے ان بیماریوں کے واسطے ایسے اسباب پیدا کئے کہ وہ آخر کار بچ گئے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض وہ بیمار جن کے حق میں یہ لوگ موت کا قطعی اور اٹل فتویٰ دے چکے تھے زندہ سلامت ہو گئے اور کسی دوسرے موقعہ پر ان کو بل کر شرمندہ کیا۔ اور ان کے علم و دعویٰ کو بھی شرمندہ کیا ہے

حدیث میں آیا ہے ما من داءٍ الّا و له دواءٌ ایک مشہور ڈاکٹر کا ہمیں قول یاد ہے وہ کہتا ہے کہ کوئی مرض بھی ناقابلِ علاج نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہماری سمجھ اور عقل و علم کا نقص ہے کہ ہمارے علم کی رسائی وہاں تک نہیں ہوتی۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس مرض کے واسطے بعض ایسے اسباب پیدا کئے ہوں جن سے وہ شخص جس کو ہم ناقابل علاج یقین خیال کرتے ہیں قابلِ علاج اور صحت یاب ہو کر تندرست ہو جاوے۔ پس قطعی حکم ہرگز نہ لگانا چاہیئے۔ بلکہ اگر رائے ظاہر بھی کرنی ہو تو یوں کہہ دو کہ ہمیں ایسا نظر پڑتا ہے مگر ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ کوئی ایسے سامان پیدا کر دے کہ جن سے یہ روک اٹھ جاوے اور بیمار اچھا ہو جاوے۔ دعا ایک ایسا ہتھیار خدا تعالےٰ نے بنایا ہے کہ انہونے کام بھی جن کو انسان ناممکن خیال کرتا ہے ہو جاتے ہیں کیونکہ خدا کے لئے کوئی بات بھی انہونی نہیں۔" (جلد دہم ص ۱۹۵ – ۱۹۷)

## بقیہ خطبہ حضور صفحہ ۱ سے آگے

تقویٰ کی جڑ کے گہرا ہونے میں ہے۔ اس مضمون کا زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق ہے۔ صبح سے رات اور رات سے صبح تک کے لمحات میں یہ مضمون کسی نہ کسی رنگ میں جلوہ دکھا رہا ہوتا ہے۔ یا اگر انسان تقویٰ سے کام نہ لے تو تقویٰ کا فقدان ناکامی سے دوچار کر کے انسان پر کوئی داغ لگا رہا ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ لین دین کے معاملات میں جھگڑے کی اصل وجہ تقویٰ کی جڑ میں کمزوری ہے۔ جب تک ہم جڑ کی طرف توجہ نہ کریں اور گہرائی میں جا کر اس بیماری کو وہاں سے دور نہ کریں اس وقت تک ہم حقیقت میں جماعت کے مالی امور میں اصلاح کی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کر سکتے۔ غور کرتے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی درجہ بدرجہ جڑ کی بیماریاں مختلف سطحوں پر پھیلی ہوئی ہیں اور سب سے بڑی بیماری خدا تعالیٰ سے اپنے مالی معاملات کو صاف نہ رکھنا ہے۔ جو شخص خدا سے معاملہ صاف نہیں کرتا وہ بندوں سے بھی معاملات صاف نہیں کر سکتا۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی خدا تعالیٰ سے مالی معاملات صاف نہ رکھتا ہو اور بندوں سے صاف رکھتا ہو۔ اس کے برعکس یہ ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ تقویٰ کے لحاظ سے اتنے بیمار نہ ہوں ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ کبھی کبھی بندوں سے بددیانتی کرنے اور ان کے حق مارنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن خدا کے ساتھ معاملات میں سیدھے ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ نیکی انہیں بچا لے۔ وہ آگے بڑھیں اور بندوں سے بھی معاملات کو ٹھیک کر لیں۔

حضور نے فرمایا چندوں کے متعلق میں نے سپین میں عام اعلان کیا تھا کہ جو لوگ شرح کے مطابق چندہ ادا نہیں کر سکتے وہ مجھے لکھ کر بتا دیں کہ ہماری شرح تو یہ بنتی ہے مگر ہم فلاں فلاں مجبوری کے باعث شرح کے مطابق ادا نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگ میرے نزدیک بری الذمہ ہو جائیں گے۔ چندہ عام کا جہاں تک تعلق ہے میرا اعلان تھا کہ چونکہ مجھے اختیار ہے کہ حسب حالات اس کی شرح کم کر دوں اس لئے وہ کم کر سکتا ہوں۔ لیکن جہاں تک وصیت کی شرح کا تعلق ہے وصیت کی شرح خدا تعالیٰ کی رہنمائی میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مقرر فرمائی ہے اس لئے اس میں مجھے قطعاً کوئی اختیار نہیں موصی اگر اپنے حالات کی وجہ سے با شرح ادا نہیں کر سکتا تو اس کے لئے آسان بات ہے کہ وصیت منسوخ کروا لے اور اس میں کوئی گناہ نہیں۔ لیکن جب تک کوئی موصی ہے اُسے قطعاً کوئی حق نہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آمد کچھ اور ہو اور وصیت کرتے ہوئے اس سے کم آمد ظاہر کر کے چندہ دے۔ وہ خدا سے اصل حقیقت کو کیسے چھپا سکتا ہے۔

حضور نے فرمایا ایسے چندے جن کی جڑ میں بددیانتی داخل ہو چکی ہو بندے اور خدا کے معاملہ کے اندر بگاڑ آ گیا ہو وہ باقی سارے مال کی نیکی کو ضائع کر دیتے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا کہ قربانیوں کا مادی حصہ خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچتا ہاں تقویٰ خدا کو پہنچتا ہے۔ اگر تھوڑا مال خدا کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے لیکن تقوے کے ساتھ ہے تو وہ بہتر ہے تقویٰ کے پیمانے حسب توفیق اور حسب نیّت دیکھے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کئی پہلو ہیں جن تک بندے کی نظر نہیں پہنچ سکتی۔ مثلاً مالی قربانی پیش کرنے میں کس قدر محبت شامل ہے، عجز کے کتنے پہلو شامل ہیں، قربانی کے بعد کا طرز عمل کیا تھا۔ یہ ساری باتیں تقویٰ کے مختلف پہلو ہیں جو ہر نیکی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کسی ایک پہلو سے بعض اوقات کوئی کمزوری ہو جائے تو اس پہلو سے دشمن اندر داخل ہو جاتا ہے۔ اور سارا مال لوٹ کر لے جاتا ہے۔ بعض لوگ بعض دفعہ احسان جتا کر یا دکھ کی بات کہہ کر طعن و تشنیع کے ذریعہ اپنی قربانی کو ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ بعض موصی ایسے بھی ہیں کہ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ خدا کو حق دیں۔ جہاں شک کا معاملہ دیکھتے ہیں وہاں خدا کے خانے میں زیادہ ڈالتے ہیں اور اپنے خانے میں کم۔ پھر بھی سوچتے ہیں کہ کہیں خدا کا مال اپنے مال میں نہ ملا لیا ہو۔ ایسے لوگ انکسار میں بھی زیادہ ہوتے ہیں یہی تقویٰ کی پہچان میں سے ایک پہچان ہے۔ اس کے برعکس بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں شک کا پہلو ہو وہاں اپنے حق میں زیادہ ڈالتے ہیں۔ پھر اس کے درمیان بہت سی شکلیں بنتی ہیں۔ کسی ایک قانون کے ذریعہ قطعی طور پر ان کو واضح کرنا ممکن نہیں۔ اس کے لئے تقویٰ آ کر اپنے مناظر دکھاتا ہے۔ ہر ایک اپنے تقویٰ کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور ہر فیصلہ دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ بعض دفعہ وہ فیصلے ایسی زمین میں رہتے ہیں جہاں نظام جماعت، معلوم ہونے کے باوجود ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔

حضور نے اس ضمن میں مختلف پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اتنی نیکی کریں جتنی توفیق ہے۔ یہ بھی تقویٰ کا تقاضا ہے کہ اپنی حد سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔ اس نیکی میں جو طاقت سے بڑھ کر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے بعض اور بیماریاں داخل ہو جایا کرتی ہیں۔

حضور نے فرمایا ایسے لوگ جن کے معاملات خدا کے ساتھ درست نہیں انہیں جماعتی نظام کیسے درست کر سکتا ہے۔ جماعت کو چاہیئے کہ اپنے معاملات خدا سے درست کر لے۔ تمہارے معاملات خود بخود درست ہونے شروع ہو جائیں گے۔ ہر موصی اور غیر موصی کو اپنے معاملات میں صاف اور سیدھا چلنا چاہیئے۔ بعض اوقات بعض لوگوں کے لئے ان کا نفس بہانے

ترا نغی لیتا ہے کہ فلاں وقت سپین کے خطبہ میں بے شرح چندہ دینے کی اجازت تو دے دی تھی اور یہ جو شرط ہے کہ ہم لکھ کر اجازت مانگیں یہ زائد چیز ہے عملاً تو اجازت مل گئی ہے اور اس طرح وہ اپنے نفس کو دھوکا دے کر ایک غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ بالکل غلط بات ہے کہ وہ زائد چیز ہے ۔

حضور نے فرمایا انسانی نفسیات کو ملحوظ رکھ کر میں نے وہ بات کہی تھی اور انسان کے خدا سے معاملات کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے وہ بات خطبہ میں بیان کی تھی۔ بات یہ ہے کہ ایک شخص مثلاً سولہ ہزار میں سے ایک ہزار نہیں دے سکتا تو وہ اگر یہ بات میرے سامنے لائے گا تو جھجکے گا اور کوشش کرے گا۔ کہ بجائے اس کے کہ اجازت لوں زور لگا کر شرح کے مطابق ادا کرتا رہوں۔ یہ حجاب اور یہ شرم جماعت کی مددگار ہے اور خود اس کی بھی مددگار ہے۔ اس کو نیکی کی توفیق بخشتی ہے۔ اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے یہ کہا تھا۔ اور اس لئے بھی کہا تھا کہ جب کوئی شخص لکھتا ہے تو بعض دفعہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بیچارہ بالکل مجبور ہے۔ بعض دفعہ درد سے اس کے لئے بے اختیار دعا نکلتی ہے۔ اور بسا اوقات اللہ تعالیٰ دعا کو اس طرح قبول فرماتا ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد ہی اس شخص کی طرف سے خط آتا ہے کہ ہم نے اجازت تو لی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اتنا احسان فرما دیا ہے کہ اب میں باشرح دینے لگ گیا ہوں۔ تو یہ روحانی پہلو بھی ایسا تھا کہ اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے کہا تھا کہ اجازت لیں اور لکھ کر اجازت لیں۔ اس کے بعد جو لوگ چھپاتے ہیں وہ خدا کا جرم کر رہے ہیں۔ میری نظر میں نہیں آتے تو نہ آئیں مگر اللہ کی نظر سے کیسے بچ سکتے ہیں

حضور نے فرمایا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً جو شخص مشکلات میں مبتلا ہے اس کے نکلنے کی راہ یہ ہے کہ تقویٰ اختیار کرے۔ خدا کی عطا کے رستے اتنے مختلف ہیں کہ انسانی ذہن اس تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اور جو خدا پر توکل کرتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ ایسے ایسے طریق سے رزق عطا فرماتا ہے کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ کی ہر عطا ہی رزق ہے۔ روحانی رزق بھی اس میں شامل ہے اور جسمانی رزق بھی۔ ایسے لوگوں کی دنیا ہی نہیں سنورتی بلکہ دین بھی سنورنے لگتا ہے۔

حضور نے احباب جماعت کو نصیحت فرمائی کہ وہ تقویٰ کی اس جڑ پر نظر رکھیں اور یاد رکھیں کہ خدا جس جڑ کی بات کرتا ہے وہ "ثابت" ہے جس پر تقویٰ کا عظیم الشان درخت کھڑا ہوتا ہے۔ اس درخت کی طرف دوڑو اور اس درخت کو حاصل کرو جس کی جڑیں گہری زمین میں پیوستہ ہیں اور شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں ایسی شاخیں آسمان سے رزق حاصل کرتی ہیں۔ تم سمجھتے تھے کہ رزق تمہاری طرف سے خدا کو جاتا ہے اور یہ سمجھ کر تم نے خدا کے رزق ملنے شروع کئے لیکن ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ اگر تمہارا تقویٰ درست ہو تو تمہیں معلوم ہو کہ زمین سے کچھ بھی نہیں آتا جو پھل بھی عطا ہوتا ہے وہ آسمان سے عطا ہوتا ہے اس میں سے کچھ امتحاناً تم سے مانگا جاتا ہے۔ تمہارے پاس اپنا تو کچھ بھی نہیں اللہ ہی کا ہے جو غنی ہے تم تو فقیر لوگ ہو۔

اس مضمون کو سمجھ کر اگر آپ مالی قربانی میں آگے بڑھیں گے تو پھر آپ کی زندگی میں ایک انقلاب بپا ہوگا۔ آپ کی اولاد پر صحت مند اثر ہوگا۔ نسلاً بعد نسل یہ نیکی آپ کی اولاد میں منتقل ہوتی چلی جائے گی، ایک فرحت اور اطمینان اور خوشی آپ کو نصیب ہوگی جو ویسے آپ حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے کہ ہم اس جڑ کو پکڑ لیں جو ہر نیکی کی جڑ ہے خدا تعالیٰ اس جڑ کو باقی رکھے کیونکہ یہ جڑ اگر باقی رہے تو سب کچھ باقی رہتا ہے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے نماز جمعہ و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

---

## ولادت

برادرم مکرم مغفور احمد صاحب قمر مربی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۴ دسمبر ۱۹۸۵ء کو دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔

حضور نے ازراہ شفقت بچے کا نام "نوید احمد قمر" تجویز فرمایا ہے۔

نومولود مکرم چوہدری مظفر الدین صاحب بنگالی مرحوم کا پوتا اور مکرم چوہدری سردار احمد صاحب ریٹائرڈ ڈیویژنل آفیسر کا نواسہ ہے۔

احباب کرام سے نومولود کی درازی عمر اور والدین کیلئے قرۃ العین ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے

خاکسار احمد طاہر ہاشمی دارالصدر شرقی ربوہ

---

## درخواست دعا

میرے بڑے بھائی ڈاکٹر سید برکات احمد صاحب پچھلے دو سال سے کینسر سے بیمار ہیں۔ جولائی ۱۹۸۴ء میں دنیا کے چوٹی کے ڈاکٹروں نے انہیں صرف تین ہفتے کا مہمان قرار دیا تھا۔ ان کی زندگی محض خدا تعالےٰ کے فضل پیارے آقا اور احباب جماعت کی دعاؤں کے نتیجے میں ہے۔ اب پھر ان کا کینسر پھیل رہا ہے۔ [illegible] لاس اینجلز میں ان کا اپریشن کیا جا رہا ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ درد دل سے اپنے اس مخلص خادم دین بھائی کے لئے دعا کریں کہ خدا تعالےٰ معجزانہ طور پر انہیں شفائے کامل و عاجل اور مقبول خدمت دین والی لمبی زندگی عطا فرمائے آمین

(سیدہ نسیم سعید A-۶۷ طفیل روڈ۔ راولپنڈی چھاؤنی)

# بحیثیت جماعت آپ قابلِ رشک ہیں اور جماعت کے لئے یہ سعادتوں کا دور ہے

## اس لئے خدا کی حمد اور شکر سے غافل نہ رہیں اور اس سے دعائیں کرتے رہیں۔

## جماعت احمدیہ پاکستان اور پاکستان کے لئے حضور کی طرف سے خصوصی دعاؤں کی تحریک

بیت الفضل لندن میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۷ مارچ کا خلاصہ

لنڈن ۷ مارچ ۔ آج یہاں بیت الفضل میں نماز جمعہ سیدنا و امامنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے پڑھائی اور نماز سے قبل خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حضور نے تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ الاعراف کی آیات ۱۲۹ - ۱۳۰ اور سورۃ الانفال کی آیات ۳۰ اور ۳۱ کی تلاوت فرمائی۔

حضور نے ساہیوال اور سکھر کے مقدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا کے کناروں اور دور دراز علاقوں میں بسنے والے احمدیوں نے انتہائی دکھ اور درد کا اظہار کیا ہے۔ ساری دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت ایک بدن بن چکی ہے۔ دنیا میں کوئی اور ایسی جماعت نہیں جس کے ایک کروڑ باشندے خدا کی راہ میں دکھ اٹھانے والے اپنے بھائیوں کے لئے اس قدر شدت سے بے چین ہوں۔

حضور نے بتایا کہ دوسرا پہلو جو اس سے بھی حسین تر ہے وہ یہ ہے کہ باہر بیٹھے ہوئے اس بات پر خوش نہیں ہیں کہ وہ آرام سے بیٹھے ہیں اور ان کے بھائی تکلیف میں ہیں بلکہ ان کی تمنا یہ ہے کہ کاش ان کی جگہ ہم وہاں ہوتے۔ اور وہ ہماری جگہ آزاد پھر رہے ہوتے۔ کاش ہم خدا کی راہ میں پیٹے جاتے اور اسکی رضا کی خاطر دنیاوی تکلیفیں اٹھاتے۔

حضور نے مزید فرمایا کہ تاریخ عالم میں اس طرح قوموں کو اتنے وسیع پیمانے پر روز روز نہیں آزمایا جاتا اور روز روز نہ قوموں کو یہ توفیق نہیں ملا کرتی کہ خدا کے حضور دکھ اٹھانے کی آزمائش میں سے کامیابی سے گزر جائیں۔ بہت کم قومیں ایسی نظر آئیں گی جو اس شان کے ساتھ امتحان میں پوری اتر رہی ہوں۔ جس طرح جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی ہے۔ بکثرت احمدی ایسے خط لکھ رہے ہیں کہ ان واقعات نے ہماری ہمتوں کو کمزور کرنے کی بجائے اور بھی زیادہ مضبوط کر دیا ہے اگر پہلے لوہا تھے تو اب فولاد بن گئے ہیں۔ اگر پہلے سونا تھے تو اب کندن بن کر نکل رہے ہیں۔ آپ نے جس حالت میں ہمارے بھجوائے اقتباب واپس آئیں گے تو انشاء اللہ اس سے بہتر حالت میں پائیں گے۔ حضور نے فرمایا۔ حضور نے فرمایا یہ وہ نظارے ہیں جو آسمان کی آنکھ کم دیکھا کرتی ہے۔ اس لئے بحیثیت جماعت آپ قابل رشک ہیں۔ اور یہ دور جماعت کے لئے سعادتوں کا دور ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے غلام کے غلام در غلام کو ہر طرف سے یہی پیغام مل رہا ہے کہ ہماری فکر نہ کریں۔ ہم تو اس حسرت میں آنسو بہا رہے ہیں کہ کاش ہمیں یہ سعادت ملتی۔

حضور نے جماعت احمدیہ پاکستان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت احمدیہ پاکستان کو ایسے مصائب کا سامنا ہے کہ اگر اپنے نفس کی طاقت کے ذریعہ ان کا مقابلہ کرنا ہوتا تو کبھی کی یہ جماعت ٹوٹ کر پارہ پارہ ہو چکی ہوتی۔ لیکن پاکستان میں جتنے بھی احمدی چھوٹے بڑے مرد اور عورتیں موجود ہیں ۔ ان میں سے ہر ایک میں خدا کا فضل سرایت کر چکا ہے اور ایک نئی روحانی تخلیق ان احمدیوں کے اذہان پر جاری ہے۔ تاریخ میں اتنے وسیع پیمانے پر اس طرح کی روحانی تخلیق تو بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ اس لئے اس سعادت کا خیال کر کے خدا تعالیٰ کی حمد اور شکر سے غافل نہ رہیں اور اس سے دعائیں کرتے رہیں۔

ـــــــــ (باقی دیکھیں ص ۱۴ پر)

# اٹھو نمازیں پڑھو کہ یہی تمہارے ہتھیار ہیں

## پہلے سے بڑھ کر خدا کی عبادتوں میں شغف دکھاؤ اور خدا کے حضور گریہ کا شور مچادو

## عبادت کا حق ادا کرنیوالے پاک بندوں کے لئے خدا ضرور دنیا کو قیامت کے نمونے دکھایا کرتا ہے

## پس کامل یقین کے ساتھ اس دن کے منتظر رہو اور خدا پر توکل سے ایک لمحہ بھی کبھی متزلزل نہ ہو

حضرت امام جماعت احمدیہ کے بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ فروری ۱۹۸۶ء کا خلاصہ

لندن ۲۱ تبلیغ / فروری۔ آج یہاں بیت الفضل میں نماز جمعہ سیدنا و امامنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے پڑھائی نماز سے قبل حضور نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس کے آخر میں حضور نے خشوع و خضوع سے دعائیں کرنے کی تحریک فرمائی حضور نے احباب جماعت کو صبر و استقامت۔ دعاؤں میں التزام اور نمازوں کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کو بالخصوص میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے گزشتہ سال اور اس سے پیوستہ سال نہایت ہی صبر و استقامت کے ساتھ دعاؤں کے ساتھ عزم و ہمت کے ساتھ عشق و وفا کے ساتھ خدا کی راہ میں تکلیفیں اٹھاتے ہوئے تسلیم و رضا کے ساتھ دن گزارے تھے۔ اسی طرح ان روایات کو زندہ رکھیں اور ان سے چمٹے رہیں بلکہ انہیں آگے بڑھائیں اور کسی قسم کا بھی ظلم جس کی کوئی بھی انتہا ہو سکتی ہے اس کو خدا کے نام پر خدا کی خاطر مردان مومن کی طرح برداشت کریں۔ حضور نے فرمایا خدا تعالیٰ نے انسان کے ہاتھ میں بھی تدبیریں رکھی ہیں۔ ان تدبیروں سے بھی ہم کام لے رہے ہیں اور لیتے رہیں گے اور تقدیروں کا رُخ بدلنے کے لئے جو دعا کے ہتھیار ہمیں عطا کئے گئے ہیں ان سے بھی کام لیتے رہیں گے کیونکہ دعاؤں کے ذریعہ تقدیریں ٹل جایا کرتی ہیں — حضور نے فرمایا پس اپنی دعاؤں میں التزام اختیار کرو کیونکہ قرآن کریم کی ایک آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ تحریر فرماتے ہیں:

"جو مانگتا ہے اس کو ضرور دیا جاتا ہے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ دعا جیسی کوئی چیز نہیں۔ دنیا میں دیکھو بعض خوگدا ایسے ہوتے ہیں جو ہر روز شور ڈالتے رہتے ہیں ان کو آخر کچھ نہ کچھ دینا ہی پڑتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو قادر اور کریم ہے۔ جب یہ یعنی بندہ اڑ کر دعا کرتا ہے تو پا لیتا ہے۔ کیا خدا انسان جیسا بھی نہیں"

حضور نے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کے ایک مبشر رویا کا بھی ذکر فرمایا اور بتایا کہ حضرت اقدس کو جہاں فتوحات کی واضح خوشخبریاں دی گئیں، وہاں ان فتوحات کو حاصل کرنے کی چابی بھی عطا کر دی گئی اور الہام کے ذریعہ وہ راز سکھلایا گیا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی نصرت آتی ہے اور خدا کے پاک بندوں کے لئے عظیم الشان کام کر کے دکھاتی ہے اور وہ الہام یہ ہے:-

"اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کے نمونے دیکھیں"

حضور نے فرمایا پس میں احمدیوں سے یہ کہتا ہوں کہ اٹھو نمازیں پڑھو یہی تمہارے ہتھیار ہیں۔ تم ان روحانی ہتھیاروں کو استعمال کرو پہلے سے بڑھ کر خدا کی عبادتوں میں شغف دکھاؤ۔ پہلے سے زیادہ بڑھ کر ان عبادتوں میں اپنے دلوں کو نرم کرو۔ اپنی روحوں کو گداز کرو اور خدا کے حضور گریہ کا شور مچادو۔ خدا کے حضور اپنی عاجزی اور درد کی حالت اور بے کسی کی حالت کو پیش کرو۔ اگر اس رنگ میں دعائیں کروگے تو خدا کی قسم حضرت اقدس کا یہ الہام تمہارے حق میں

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

# "رجعت پسندی کی بے لگام کیفیت"

انگریزی ہفت روزہ "ویو پوائنٹ" لاہور نے اپنی ۶ مارچ ۱۹۸۶ء کی اشاعت میں "OBSCURANTISM RAMPANT" کے زیر عنوان جو نوٹ شائع کیا ہے اس کا اردو ترجمہ ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے :۔

"پنجاب کے وزارتی ستاروں کے جھرمٹ میں ایک روشن ستارہ صوبائی وزیر اوقاف بھی ہیں۔ انہوں نے یہ انکشاف کیا ہے کہ احمدیوں کو خود اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے اسلامی نام استعمال کرنے سے باز رکھنے کی خاطر حکومت "اینٹی قادیانی لاء (قادیانیوں کے خلاف نافذ کردہ قانون) میں ایک ترمیم کرنے پر غور کر رہی ہے۔

"شاذ کے طور پر ہی ایسا ہوتا ہے کہ عدم علم انسان کے لئے خوشی اور عافیت کا موجب ثابت ہو۔ اکثر و بیشتر کم علمی کی بدولت انسان بے عقلی کا باتیں ہی کرتا نظر آتا ہے۔ کسی فرقہ یا جماعت کے جملہ افراد کے اصل ناموں کو منسوخ قرار دینے اور ان میں سے ہر فرد کو ایک نئے نام سے پکارنے میں جو عملی قباحتیں پیدا ہوں گی ان سے قطع نظر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی نام ہے کیا؟ جو طالب علم تاریخ کی ابتدائی واقفیت بھی رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ اسلام کے آغاز کے وقت جو لوگ ایمان لائے تھے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سمیت ان سب کے نام وہی تھے جو پہلے سے مروج تھے۔ کسی نوع کے مذہبی مضمرات کو ان کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ عرب اور دوسرے ممالک میں اس وقت نئے ایمان لانے والوں کے نام تبدیل نہیں کئے گئے تھے۔ اگر تاریخی حقائق کو مسخ نہ کیا جائے تو ان ناموں کو محض عرب، ایرانی اور ترک نام ہی قرار دیا جا سکتا ہے نہ کہ مسلم یا اسلامی۔

## نام میں کیا رکھا ہے؟

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ عرب ملکوں کے عیسائیوں اور یہودیوں کے نام بھی ان کے دیگر مسلمان ہم وطنوں کے ناموں جیسے ہی ہیں حتیٰ کہ برصغیر پاک و ہند میں مسلمان بادشاہوں کے طویل دور حکومت کے بعد ہندوؤں اور سکھوں نے عربی اور فارسی کے نام اختیار کر لئے تھے۔ کسی نہ کسی لحاظ سے انہیں بھی اسلامی نام قرار دیا جا سکتا ہے۔

"غالباً پنجاب کے وزیر موصوف قدامت پسندی کی بے لگام کیفیت کو ہوا دے کر مذہبی جنونیوں کے حلقوں میں سستی شہرت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح کے اور افسوسناک واقعات بھی رونما ہو رہے ہیں جیسا کہ ایک معزز احمدی سردار کی اس کے اپنے فرقہ کی عبادت گاہ میں تدفین پر اعتراض کا شاخسانہ یا کلمہ آویزاں کرنے کی پاداش میں احمدیوں کے خلاف مقدمات کی بھرمار۔ ایک ایسی کمیونٹی کے خلاف جسے اس کی اجتماعی مرضی کے برعکس اقلیت قرار دیا گیا ہے ہراساں کرنے والے یہ اور ان سے بھی بدتر دیگر اقدامات کا سلسلہ لازمی طور پر بند ہونا چاہیئے۔ قادیانیوں کے خلاف مہم پاکستانی شہریوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرنے کے مترادف ہے۔ حالانکہ قانونی طور پر سب شہریوں کو ان بنیادی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے اور خود قائد اعظم کی تقاریر اس کی بہترین ضمانت ہیں۔"

(ترجمہ از انگریزی ہفت روزہ ویو پوائنٹ لاہور۔ ۶ مارچ ۱۹۸۶ء)

# وصایا

**ضروری نوٹ:** مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو ۱۵ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر مع ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

——— سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ ———

## مسل ۲۵۸۸۹

میں طارق محمود بدر ولد محمد ابراہیم شمس قوم ... پیشہ طالب علم عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۸۵-۲۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میرا کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں۔

اس وقت مجھے مبلغ -/۷۵۰ روپے ماہوار بصورت وظیفہ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا۔ اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہونگا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد طارق محمود بدر 15/24 دستگیر فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸

گواہ شد نمبر ۱ چوہدری منیر احمد چیمہ سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی

گواہ شد نمبر ۲ شیخ نثار احمد سیکرٹری وصایا 669/9 فیڈرل بی ایریا کراچی

## مسل ۲۵۸۹۰

میں چوہدری عبدالحفیظ ولد چوہدری عبدالمجید صاحب قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۵۳ سال ساکن عزیز آباد کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۸۵-۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

پلاٹ B-40 گلشن اقبال کراچی ۵۰۰ مربع گز مالیتی -/۲۰۰۰۰۰ روپیہ

قرضہ بنک ——— = -/۵۰۰۰۰ روپیہ

اس وقت مجھے مبلغ -/۸۵۰۰ روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ

کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد - عبد الحفیظ ولد چوہدری عبد المجید صاحب ۸/۱۴۳ عزیز آباد کراچی

گواہ شد ۱ چوہدری صغیر احمد چیمہ سیکرٹری وصایا کراچی

گواہ شد ۲ مبارک احمد وصیت نمبر ۲۳۶۸۸

صدر حلقہ عزیز آباد کراچی

---

## مسل ۲۵۸۹۱

میں امۃ اللہ شاہانہ زوجہ چوہدری عبد الحفیظ صاحب قوم جنجوعہ پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن عزیز آباد کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۹/۸۵ میں وصیت کرتی ہوں میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند دس ہزار روپے ( ۱۰۰۰۰/= روپے )

۲ - زیورات طلائی وزنی ۴۶ ۱/۲ تولہ مالیتی ۹۲,۰۰۰/= روپے

۳ - فلیٹ A-X11/34 جوہر اسکوائر گلستان جوہر مالیتی ۸۵,۰۰۰/ روپے

قرضہ ہاؤس بلڈنگ = ۵۰,۰۰۰/ روپے (پچاس ہزار روپے)

۴ - پلاٹ نمبر ۲۵-۸ بلاک ۱۳ بر قبہ ساٹھ مربع گز مالیتی ۱۵,۰۰۰/ روپے

کل جائیداد ۱۴۲,۰۰۰/ روپے

اس وقت مجھے مبلغ دو صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔

اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی ۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہونگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔

الامتہ ۔ امۃ اللہ شایاں زوجہ چوہدری عبدالحفیظ صاحب

R-81½ عزیز آباد کراچی 38

گواہ شد ۱ چوہدری صغیر احمد چیمہ سیکرٹری وصایا کراچی

گواہ شد ۲ عبدالحفیظ مسل ۲۵۸۹۰ (خاوند موصیہ)

## مسل ۲۵۸۹۲

میں نفیسہ طلعت سعید زوجہ مرزا محمد سعید صاحب قوم دبرد پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۶۴/۴ سٹاف کالج روڈ کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۲-۸-۱۴ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے ۔

۱ ۔ سلائی مشین سنگر مالیتی ۔/۵۰۰ روپے

۲ ۔ انگوٹھی طلائی وزنی چھ ماشہ مالیتی ۔/۶۵۰ روپے

۳ ۔ حق مہر بذمہ خاوند محترم ۔/۵۰۰۰ روپے

اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی ۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی ۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔

الامتہ ۔ نفیسہ طلعت سعید ۲۶۴/۴ سٹاف کالج روڈ پی اے ایف شاہراہ فیصل کراچی

گواہ شد ۱ اقبال احمد نجم مربی سلسلہ ڈرگ روڈ کراچی

گواہ شد ۲ مرزا سعید احمد خاوند موصیہ

## مسل ۲۵۸۹۳

میں ارشد احمد محمود ولد غلام محمد صاحب قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن مغلپورہ لاہور حال کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۲-۸-۱۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ فی الحال کوئی نہیں ہے ۔

اس وقت مجھے مبلغ تین ہزار روپے ماہوار اجرت
ملازمت مل رہی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی
۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اسکے بعد کوئی
جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا
رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ
اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بلشرح چندہ عام
تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں
گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ ارشد احمد محمود
13-C-II
KANUPP COLONY HAWKS BAY ROAD
ڈاکخانہ ماڑی پور۔ کراچی
گواہ شد ۱۔ چوہدری منیر احمد چیمہ سیکرٹری وصایا کراچی
گواہ شد ۲۔ محبوب ادریس سیکرٹری وصایا حلقہ ماڑی پور وصیت ۲۰۹۳۳

## مسل ۲۵۸۹۴

میں بشریٰ ارشد زوجہ ارشد احمد محمود صاحب قوم مغل پیشہ خانہ داری
عمر ۔ بیعت پیدائشی احمدی ساکن لاہور حال کراچی بقائمی ہوش و حواس
بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ — ۵/۸۵ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات
پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر
انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و
غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جس کی موجودہ قیمت درج
کردی گئی ہے۔

۱۔ حق مہر = ۵۰۰۰/ روپے بذمہ خاوند
۲۔ زیورات طلائی ۷۰ گرام مالیتی = ۱۳۰۹۰/ روپے

میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل
خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا
آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور
اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد
پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بلشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر
انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت
تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے

الامتہ۔ بشریٰ ارشد
13-C-II
KANUPP COLONY HAWKS BAY ROAD
ڈاکخانہ ماڑی پور ـــــ کراچی
گواہ شد ۱۔ چوہدری منیر احمد چیمہ سیکرٹری وصایا کراچی
گواہ شد ۲۔ محبوب ادریس بقاپوری کراچی وصیت ۲۰۹۳۴

## مسل ۲۵۸۹۵

میں نذیر احمد ولد مولوی نور احمد صاحب قوم جنجوعہ راجپوت پیشہ ملازمت
عمر ۷۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس
بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹ — ۳/۸۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر
میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر
انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و
غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی
گئی ہے۔ مکان فروخت شدہ مالیتی - ۸۵۰۰/ روپیہ

اسوقت مجھے مبلغ -/۱۲۰۱ روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔

نذیر احمد ولد مولوی نور احمد صاحب محلہ امیر پارک گلی ۱/۲ ڈی سی روڈ گوجرانوالہ

گواہ شد ۱: محمد شریف ولد محمد عبد اللہ صاحب صدر موصیان بیت الشمس باغبانپورہ گوجرانوالہ

گواہ شد ۲: محمد اعظم اکسیر ولد مولانا محمد اشرف صاحب مربی سلسلہ

## مسل ۲۵۸۹۶

میں چوہدری سردار خان ولد چوہدری حسن خان صاحب قوم جٹ ساہی پیشہ زمینداری عمر ۸۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸۵-۱-۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱- اٹھارہ ایکڑ زرعی زمین واقع ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ مالیتی تین لاکھ چھبیس ہزار دو صد پچاس روپے

۲- پلاٹ برقبہ دس مرلہ مالیتی -/۳۲۰۰۰ روپے

اس وقت مجھے مبلغ تین ہزار روپے سالانہ آمد از جائیداد مندرجہ بالا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اسکے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔

چوہدری سردار خان محلہ چوہدریاں ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ

گواہ شد ۱: محمد نواز ولد چوہدری اللہ دتہ محلہ چوہدریاں ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ

گواہ شد ۲: مظفر احمد ولد محمد نواز محلہ چوہدریاں ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

## مسل ۲۵۸۹۷

میں ناصرہ بیگم زوجہ محمد شریف صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اسلام نگر پل مانگا ضلع سیالکوٹ بقائمی

ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۵/۸۵ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔

۱۔ ایک راس بھینس مالیتی =/۴۰۰۰ روپے

۲۔ طلائی کانٹے وزنی سوا لہ تولہ مالیتی =/۲۵۰۰ روپے

۳۔ سلائی مشین پرانی مالیتی =/۵۰۰ روپے

حق مہر =/۲۰۰۰ کل میزان = =/۹۰۰۰ روپے

اس وقت مجھے مبلغ =/۱۵۰ روپے ماہوار بصورت ذاتی اخراجات مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہونگی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہونگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔

ناصرہ بیگم زوجہ محمد شریف صاحب۔ صدر لجنہ اسلام نگر پل مانگا ضلع سیالکوٹ

گواہ شد ۱ ناصر احمد معلم وقف جدید سنٹر کوٹ آغا ضلع سیالکوٹ

گواہ شد ۲ محمد شریف صدر جماعت احمدیہ اسلام نگر پل مانگا ضلع سیالکوٹ



## بقیہ خلاصہ خطبہ صلا سے آگے

حضور نے پاکستان کے لئے خاص دعاؤں کی تحریک فرمائی۔ اور پاکستان سے باہر دیگر ممالک کے احمدیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگرچہ پاکستان ان کا وطن نہیں لیکن حب الایمان کا تقاضہ ہے کہ پاکستان کے لئے دعائیں کی جائیں۔ کیونکہ ایک لمبا عرصہ پاکستان میں بسنے والے احمدیوں نے حقیقی نور کو دنیا میں پھیلایا ہے اور ساری دنیا کے باشندوں کو امام وقت سے روشناس کرایا ہے۔ پاکستان ہی نے سب سے زیادہ واقفین اور قربانیاں کرنے والے پیدا کئے ہیں۔ پاکستان ہی سے وہ جیالے اٹھے تھے جنہوں نے دنیا کے کونے کونے میں محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور خدا کی توحید کا پیغام پہنچایا۔

حضور نے مزید فرمایا کہ مجھے اس ملک سے دوہری محبت ہے اس لئے بھی کہ یہ ہمارا وطن ہے اور اس لئے بھی کہ اس وطن میں شرافت آج بھی زندہ ہے۔ کثرت سے غیر احمدی آج کے زمانہ میں احمدیت کی تائید کر رہے ہیں، عوام الناس میں دین سے محبت کی رمقیں باقی ہیں۔ ہر جگہ خیالات میں تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ اس لئے میں بار بار آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس ملک کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کی اکثریت کو اپنی ناراضگی سے بچالے۔ اور اسے حق کی طرف آنے کی توفیق عطا فرمائے جو آج حق سے دشمنی کر رہے ہیں۔ ان سے اور ان کی اولادوں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو حق کی خاطر بڑی سے بڑی قربانیاں دینے کے لئے تیار ہوں۔

## "اٹھو نمازیں پڑھو" ۔ بقیہ صلا

پورا کرکے دکھلایا جاتے گا۔

اپنے ان پاک بندوں کے لئے جو خدا کی عبادت کا حق ادا کرتے ہیں اللہ ضرور دنیا کو قیامت کے نمونے دکھایا کرتا ہے اور یہ وہ قیامت کے نمونے ہوتے ہیں۔ جن میں پھر آراء تبدیل کردی جاتی ہیں اور بڑے بڑے عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کئے جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ پس اس دن کے منتظر رہو اور کامل یقین کے ساتھ اس دن کے منتظر رہو۔ دعا پر پنجہ مارو اور خدا پر توکل سے ایک لمحہ بھی کبھی متزلزل نہ ہو۔ یقین رکھو رب محمد آج ہمارے ساتھ ہے اور ہمارے ساتھ ہی رہے گا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

مرزا بابا **سلیمان فرنیچر ورکس** جدید ڈیزائنوں میں ہر قسم کا فرنیچر تیار کیا جاتا ہے۔

پروپرائٹر: عبدالمجید گلی میموریل فوٹو گولبازار ربوہ فون P.P بے ۵۲۱





## کھیلوں کا سامان

والی بال۔ فٹ بال۔ بیٹ۔ باسکٹ بال

کرکٹ بال۔ ہاکی بال۔ کیرم بورڈ۔ پیڈ۔ بیڈ منٹن کے ٹیبل ٹینس ریکٹ یہ تمام اشیاء اعلیٰ اور معیاری کوالٹی میں دستیاب ہیں

**شاہد شاپنگ سنٹر** افضل مارکیٹ گولبازار ربوہ

ہر قسم فریج۔ ریفریجریٹر

ایر کنڈیشنگ۔ ڈیپ فریزر

خریدنے کے لئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

## نیشنل الیکٹرانکس

۱۔ لنک میکلوڈ روڈ لاہور

فون 57309
223228

## میٹرک ٹیک یعنی میٹرک معہ ٹیکنیکل کورس

## MATRIC TECH

یہ حکومت کا میٹرک کی سطح کا دو سالہ ٹریننگ کا پروگرام ہے جسکو تعلیمی منصوبہ بندی کرنے والے اور افرادی قوت کے ماہرین نے ترتیب دیا ہے

•۔ اسمیں آٹھویں پاس امیدوار کو نویں جماعت ریگولر میں داخل کیا جائیگا۔ •۔ میٹرک معہ سائنس کروانے کے ساتھ ساتھ ایک ٹیکنیکل کورس بھی کروایا جائے گا۔ •۔ ٹیکنیکل کورس کا انتخاب طالبعلم خود کریگا۔ •۔ میٹرک ٹیک کا سرٹیفیکیٹ حکومت کی طرف سے دیا جائیگا جو میٹرک کا (سائنس مضامین کے ساتھ) اور دو سالہ فنی تعلیم کا مشترکہ سرٹیفیکیٹ ہوگا۔

**•۔ میٹرک ٹیک پاس طلباء کو گورنمنٹ پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس میں داخلہ کیلئے ترجیح دی جائیگی**

•۔ اور عام تعلیم کیلئے کالجوں میں ایف اے / ایف ایس سی میں داخلہ مل سکے گا۔ •۔ میٹرک ٹیک کے بعد تعلیم جاری نہ رکھنے والے طلباء کو ٹیکنیکل ہینڈ ہونے کی وجہ سے ملازمت بھی مل سکے گی جو عام میٹرک کیلئے انتہائی مشکل امر ہے۔ •۔ داخلہ ۶ اپریل تک جاری رہیگا کلاسز ۷ اپریل سے شروع ہو جائے گی۔ پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور نے الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ (فون ۵۹۲) میں میٹرک ٹیک کورس شروع کرنے کی اجازت دے دی ہے — (مزید معلومات کے خط لکھ کر پراسپکٹس مفت طلب فرمادیں) —